الہُدیٰ

جنوری تا اپریل 2009

مجلس انصار اللہ سویڈن

هُوَالَّذِی اَرْ سَلَ رَسُولَہُ بِا الھُدیٰ

سہ ماہی

الھُدیٰ

سویڈن

جلد 12 ، 1388ہجری شمسی، 1430ہجری قمری بمطابق جنوری تا اپریل 2009, شمارہ 1

زیرِ نگرانی

مامون الرشید صاحب ڈوگر

صدر مجلس انصاراللہ سویڈن

ایڈیٹر

ڈاکٹر انس احمد رشید

نائب ایڈیٹر

سجاد احمد

ڈاکٹر شریف احمد

معاونین

مبشر سعید راجہ

محمد اسحٰق وِرک

فہرست

کلام الٰہی	3
قال الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	4
کلام الامام امام الکلام	5
خلاصہ خطبہ جمعہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	7
خلفائے راشدین۔ مختصر تعارف	14
نظم خلافت	19
عبادتِ الٰہی و خلافت کا تعلق	20
خوشبو خوشبو یادیں	24
رپورٹ مجلس انصاراللہ	28
HLR کلاس	31

مجلس انصار اللہ سویڈن کا تعلیمی و تربیتی و ادبی مجلہ

قال اللّٰہ

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا ط وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ
شَهْرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ
نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ
لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ
اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے احسان کرنے کی تعلیم دی تھی کیونکہ اس کی ماں نے اس کو تکلیف کے ساتھ پیٹ میں اُٹھایا تھا اور پھر تکلیف کے ساتھ اس کو جنا تھا اور اس کے اٹھانے اور اس کے دُودھ چھڑانے پر تیس مہینے لگے تھے پھر جب یہ انسان اپنی کامل جوانی یعنی چالیس سال کو پہنچ گیا تو اس نے کہا۔ اے میرے رب! مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور (اس بات کی بھی توفیق دے) کہ میں ایسے اچھے اعمال کروں جن کو تُو پسند کرے اور میری اولاد میں بھی نیکی کی بنیاد قائم کر۔ میں تیری طرف جھکتا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔

(جو لوگ ایسا کریں گے) وہی لوگ ایسے ہونگے جن کے اچھے اعمال ہم قبول کرینگے اور ان کی بدیوں سے ہم درگذر کریں گے۔ یہ لوگ جنّت میں جائیں گے۔ یہ ایک سچّا وعدہ ہے۔ جو شروع (پیدائش آدم) سے مومنوں سے کیا جا رہا ہے۔

(الاحقاف 17-16۔ ترجمہ تفسیرِ صغیر از الحاج حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

قال الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ معاویہؓ سے ملنے گیا۔ جب ہم ان کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے میرے والد سے کہا۔ اے ابوبکرۃ! مجھے ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ اس پر ابوبکرۃؓ نے کہا کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے خواب بہت پسند تھے اور آپؐ ان کے بارہ میں پوچھا کرتے تھے۔ ایک دن حضورؐ نے لوگوں سے پوچھا۔ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا۔ اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ترازو آسمان سے لٹکایا گیا ہے۔ آپؐ کا وزن ابوبکرؓ سے کیا گیا۔ آپؐ کا پلڑا جھک گیا۔ پھر ابوبکرؓ کا وزن عمرؓ سے کیا گیا تو ابوبکرؓ کا پلڑا جھک گیا۔ پھر عمرؓ کا وزن عثمانؓ سے کیا گیا تو عمرؓ کا پلڑا جھک گیا۔ پھر ترازو اُٹھا لیا گیا۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی یہ تعبیر فرمائی کہ خلافت نبوت کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا حکومت دے گا۔

(مسند احمد صفحہ ۵/ ۴۴۔۵۰)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے (قیامت کے دن) اس حالت میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عذر۔ اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے امام وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعت عند ظہور الفتن)

اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی گردن خدا کے آگے قربانی کے بکرے کی طرح رکھ دینا۔اور اپنے تمام ارادوں سے کھوئے جانا اور خدا کے ارادہ اور رضاء میں محو ہو جانا۔اور خدا میں گُم ہو کر ایک موت اپنے پر وارد کر لینا اور اس کی محبت ذاتی سے پورا رنگ حاصل کر کے محض محبت کے جوش سے اس کی اطاعت کرنا نہ کسی اور بناء پر۔

اگر خدا سے ملنا چاہتے ہو تو دعا بھی کرو اور کوشش بھی کرو اور صادقوں کی صحبت میں بھی رہو۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور پھر ایک مقام میں فرمایا۔قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (الشمس:10-11)یعنی نفسانی گرفتاریوں سے وہ شخص نجات پا گیا اور بہشتی زندگی کا مالک ہو گیا جس نے اپنے نفس کو پاک بنالیا۔اور ناکام و نامراد رہا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو زمین میں دھنسایا اور آسمان کی طرف رُخ نہ کیا۔اور چونکہ یہ مقامات صرف انسانی سعی سے حاصل نہیں ہو سکتے اس لئے جابجا قرآن شریف میں دُعا کی ترغیب دی ہے اور مجاہدہ کی طرف رغبت دلائی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المومن :61)یعنی دُعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔اور پھر فرماتا ہے۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (سورۃ البقرہ :187)۔یعنی اگر میرے بندے میرے وجود سے سوال کریں کہ کیونکر اس کی ہستی ثابت ہے اور کیونکر سمجھا جائے کہ خدا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مَیں بہت ہی نزدیک ہوں۔مَیں اپنے پکارنے والے کو جواب دیتا ہوں۔اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو مَیں اُس کی آواز سُنتا ہوں اور اُس سے ہمکلام ہوتا ہوں۔پس چاہئے کہ اپنے تئیں ایسے بناویں کہ مَیں اُن سے ہمکلام ہو سکوں۔اور مجھ پر کامل ایمان لاویں تا اُن کو میری راہ ملے۔اور پھر فرماتا ہے۔وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت: 70)۔یعنی جو لوگ ہماری راہ میں اور ہماری طلب کے لئے طرح طرح کی کوششیں اور محنتیں کرتے ہیں ہم ان کو اپنی راہ دکھلا دیتے ہیں۔اور پھر فرماتا ہے۔ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۔یعنی اگر خدا سے ملنا چاہتے ہو تو دُعا بھی کرو اور کوشش بھی کرو۔اور صادقوں کی صحبت میں بھی رہو۔کیونکہ اس راہ میں صحبت بھی شرط ہے۔یہ تمام احکام وہ ہیں جو انسان کو اسلام کی حقیقت تک پہنچاتے ہیں کیونکہ جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی گردن خدا کے آگے قربانی کے بکرے کی طرح رکھ دینا۔اور اپنے تمام ارادوں سے کھوئے جانا اور خدا کے ارادہ اور رضاء میں محو ہو جانا اور خدا میں گُم ہو کر ایک موت اپنے پر وارد کر لینا اور اس کی محبت ذاتی سے پورا رنگ حاصل کر کے محض محبت کے جوش سے اس کی اطاعت کرنا نہ کسی اور بنا پر۔اور ایسی آنکھیں حاصل کرنا جو محض خدا کے ساتھ دیکھتی ہوں۔اور ایسے کان حاصل کرنا جو محض اس کے ساتھ سُنتے ہوں۔اور ایسا دل پیدا کرنا جو سراسر اس کی طرف جھکا ہوا ہو۔اور ایسی زبان حاصل کرنا جو اس کے بلائے بولتی ہو۔

یہ وہ مقام ہے جس پر تمام سلوک ختم ہو جاتے ہیں اور انسانی قویٰ اپنے ذمہ کا تمام کام کر چکتے ہیں اور پورے طور پر انسان کی نفسانیت پر موت وارد ہو جاتی ہے۔تب خدا تعالیٰ کی رحمت اپنے زندہ کلام اور چمکتے ہوئے نوروں کے ساتھ دوبارہ اُس کو زندگی بخشتی ہے اور وہ خدا کے لذیذ کلام سے مشرف ہوتا ہے اور وہ دقیق در دقیق نور جس کو عقلیں دریافت نہیں کر سکتیں اور آنکھیں اُس کی کُنہ تک نہیں پہنچتیں وہ خود انسان کے دل سے نزدیک ہو جاتا ہے۔جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْد (ق:17)۔یعنی ہم اُس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اُس سے نزدیک ہیں۔پس ایسا ہی وہ اپنے قرب سے فانی انسان کو مشرف کرتا ہے۔تب وہ وقت آتا ہے کہ نابینائی دُور ہو کر آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور انسان اپنے خدا کو اُن نئی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اُس کی آواز سُنتا ہے اور اُس کی نُور کی چادر کے اندر اپنے تئیں لپٹا ہوا پاتا ہے۔تب مذہب کی غرض ختم ہو جاتی ہے اور انسان اپنے خدا کے مشاہدہ سے سفلی زندگی کا گندہ چولہ اپنے وجود پر سے پھینک دیتا ہے اور ایک نُور کا پیراہن پہن لیتا ہے۔اور نہ صرف وعدہ کے طور پر اور نہ فقط آخرت کے انتظار میں خدا کے دیدار اور بہشت کا منتظر رہتا ہے بلکہ اِسی جگہ اور اِسی دنیا میں دیدار اور گفتار اور جنت کی نعمتوں کو پا لیتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰمٓ سجدہ:31)۔یعنی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو جامع صفات کاملہ ہے جس کی ذات اور صفات میں اَور کوئی شریک نہیں اور یہ کہہ کر پھر وہ استقامت اختیار کرتے ہیں اور کتنے ہی زلزلے آویں اور بلائیں نازل ہوں اور موت کا سامنا ہو اُن کے ایمان اور صدق میں فرق نہیں آتا اُن پر فرشتے اُترتے ہیں اور خدا اُن سے ہمکلام ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تم بلاؤں سے اور خوفناک دشمنوں سے مت ڈرو اور نہ گزشتہ مصیبتوں سے غمگین ہو۔مَیں تمہارے ساتھ ہوں اور مَیں اِسی دنیا میں تمہیں بہشت دیتا ہوں جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا۔پس تم اس سے خوش ہو۔اب واضح ہو کہ یہ باتیں بغیر شہادت کے نہیں اور یہ ایسے وعدے نہیں کہ جو پورے نہیں ہوئے بلکہ ہزاروں اہلِ دل مذہب اسلام میں اس روحانی بہشت کا مزہ چکھ چکے ہیں۔

درحقیقت اسلام وہ مذہب ہے جس کے سچے پیرووں کو خدا تعالیٰ نے تمام گزشتہ راستبازوں کا وارث ٹھیرایا ہے اور ان کی متفرق نعمتیں اس اُمّتِ مرحومہ کو عطا کر دی ہیں۔اور اس نے اس دُعا کو قبول کر لیا ہے جو قرآن شریف میں آپ سکھلائی تھی۔اور وہ یہ ہے۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (الفاتحہ:6-7)۔ہمیں وہ راہ دکھلا جو اُن راستبازوں کی راہ ہے جن پر تُو نے ہر یک انعام اکرام کیا ہے۔یعنی جنہوں نے تجھ سے ہر ایک قسم کی برکتیں پائی ہیں اور تیرے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوئے ہیں۔اور تجھ سے دُعاؤں کی قبولیتیں حاصل کی ہیں اور تیری نصرت اور مدد اور راہ نمائی اُن کے شامل حال ہوئی ہے۔اور ان لوگوں کی راہوں سے ہمیں بچا جن پر تیرا غضب ہے اور جو تیری راہ کو چھوڑ کر اور راہوں کی طرف چلے گئے ہیں۔یہ وہ دُعا ہے جو نماز میں پانچ وقت پڑھی جاتی ہے اور یہ بتلا رہی ہے کہ اندھا ہونے کی حالت میں دنیا کی زندگی بھی ایک جہنم ہے اور پھر مرنا بھی ایک جہنم ہے۔اور درحقیقت خدا کا سچا تابع اور واقعی نجات پانے والا وہی ہو سکتا ہے جو خدا کو پہچان لے اور اُس کی ہستی پر کامل ایمان لے آوے اور وہی ہے جو گناہ کو چھوڑ سکتا ہے اور خدا کی محبت میں محو ہو سکتا ہے‘‘۔

(’’لیکچر لاہور‘‘۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 159 تا 162)

یہ سارے فساد جو ملک میں ہو رہے ہیں اور آفات بھی جو آ رہی ہیں اگر غور کریں تو اس کا سبب زمانے کے امام کا نہ صرف انکار بلکہ اس کا استہزاء اور اس کے ماننے والوں پر ظلم ہے۔

باوجود اس کے کہ ہم پر زیادتیاں ہوتی ہیں اور ہو رہی ہیں اور آئندہ بھی ہوں گی ہم نے قانون کی پابندی کرنی ہے اور وقت کی حکومت کے خلاف کسی قسم کا بھی جو فساد ہے اس میں حصّہ نہیں لینا۔ ہمارا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 23 نومبر 2007ء
بمطابق 23 نبوت 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح لندن (برطانیہ)

تشہد وتعوذ وتلاوت سورۃ الفاتحہ کے بعد حضورِ انور نے فرمایا: آج دنیا میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہر طرف ایک افراتفری کا عالم ہے۔ چاہے وہ مشرق ممالک ہوں یا مغربی، ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک ہوں یا ترقی پذیر یا نسبتی لحاظ سے غیر ترقی یافتہ۔ بعض ملک یا ملکوں کے رہنے والے اپنے ملکوں کے اندر فسادوں کی وجہ سے پریشان ہیں اور خوف کا شکار ہیں۔ بعض دوسرے ممالک اَور حکومتوں کی دخل اندازیوں کی وجہ سے خوف کا شکار ہیں۔ بعض دہشت گردوں کی کارروائیوں کی وجہ سے پریشان ہیں اور خوف کا شکار ہیں۔ یہ دہشت گردی سیاسی وجوہات کی وجہ سے ہو یا نام نہاد مذہب کی وجہ سے۔ نام نہاد مَیں اس لئے کہتا ہوں کہ مذہب کے نام پر یا مذہب کی طرف منسوب کرکے جو دہشت گردی ہوتی ہے اور اس منسوب کرنے والوں میں جیسا کہ مَیں نے کہا کچھ تو مذہب کے نام پر کرنے والے ہیں اور کچھ خود ساختہ تصور پیدا کرکے اور خاص طور پر اسلام کے خلاف تصور پیدا کرکے پھر اس کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ بہرحال مذہب کبھی بھی دہشت گردی کی تعلیم نہیں دیتا اور خاص طور پر اسلام کی تعلیم تو کلیتًا اِس حرکت کے خلاف ہے اور پھر کسی حکومت میں رہ کر اس کا شہری ہو کر پھر اس قسم کی حرکتیں کرنا تو کسی بھی صورت میں اسلام میں قابل قبول نہیں ہے۔ لیکن بدقسمتی ہے کہ انسانیت اور خدا کی مخلوق پر بعض طبقات کی طرف سے ظلم خدا کے نام پر ہوتا ہے۔ پھر بعض ممالک جنگ کے خوف کی وجہ سے پریشان ہیں۔ بعض کو قدرتی آفات نے گھیرا ہوا ہے اور ان ملکوں میں بسنے والے پریشانی اور خوف کا شکار ہیں۔ غرض کہ آج ہر ہمدردِ انسانیت اور خدا کا خوف رکھنے والا دل اس امر کی طرف متوجہ ہے اور غور کرتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ مکمل طور پر کہیں بھی کسی کو اطمینان قلب اور امن نصیب نہیں ہے اور اس درد کے ساتھ فی زمانہ صرف احمدی سوچتا ہے۔ مجھے ڈاک میں اکثر خطوط ملتے ہیں کہ دنیا کے امن کے لئے، ملک کے امن کے لئے دعا کریں۔ یہ خطوط لکھنے والے گو کہ چند ایک ہوں گے لیکن مجھے علم ہے، کئی ذریعوں سے علم ہوتا رہتا ہے کہ اکثریت احمدیوں کی دنیا کے یا اپنے اپنے ملکوں کے حالات کی وجہ سے پریشان ہے کہ کس قسم کے پریشان کن حالات ملکوں میں، دنیا میں پیدا ہوئے ہوئے ہیں۔ اور یہ جو سوچ ہے یہ اُس انقلاب کا نتیجہ ہے جو حضرت مسیح

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں کے دلوں میں پیدا کیا۔ یہ جذبات اِس وجہ سے احمدی کے دل میں پیدا ہوتے ہیں کہ اُس کی ایمانی حالت کو اس زمانے کے امام نے بدلا ہے۔ خدا کا خوف اور خدا کی مخلوق سے ہمدردی اس کے دل میں پیدا کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف جگہ پر اپنی بعثت کی غرض بیان فرمائی ہے۔ آپؑ یہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالَم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اُس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے، یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔...... سومَیں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آئے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ (کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 291-293۔ حاشیہ۔ مطبوعہ لندن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔ وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کردوں''۔ (لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180۔ مطبوعہ لندن)

آپؑ فرماتے ہیں ''قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں، ایک توحید و محبت و اطاعت باری عزّ اِسمہ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور بنی نوع کی''۔ پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے زمانے کی اصلاح کے لئے اُس وقت بھیجا جب دنیا میں ہر طرف فساد اور خود غرضی کا دَور دَورہ تھا۔ اس امام کو ماننے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُن برائیوں اور فسادوں سے بچنے کے راستے دکھا دیئے۔ اب یہ ہر احمدی کا کام ہے کہ توحید کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے کوشش کرے۔ خدا سے ذاتی تعلق پیدا کرے۔ مخلوق کی ہمدردی میں ہر وقت کوشاں رہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ سے ہمدردی کے جذبہ کے تحت ان فرائض کی ادائیگی کے لئے حتی المقدور کوشش کرتی ہے۔ اور اس وجہ سے ہی کہ ہمارے دلوں میں ہمدردی ہے، ہمیں ان لوگوں کو ان آفات کی اور ان فسادات کی وجوہات بھی بتانی چاہئیں۔ دنیا کے ہر شخص تک یہ پیغام پہنچانا چاہئے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ اپنے اپنے حلقہ احباب میں بھی، اخباروں کو خطوط لکھ کر یا دوسرے ذرائع استعمال کر کے دنیا کو اب پہلے سے زیادہ کوشش کے ساتھ یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اگر خدا کو نہیں پہچانو گے، اگر اس کے قوانین پر عمل نہیں کرو گے تو یہ بے چینی کبھی ختم نہیں ہو گی، یہ فساد کبھی ختم نہیں ہوں گے، یہ ارضی اور سماوی آفات کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کے ساتھ استہزاء اور حد سے زیادہ زیادتیوں میں بڑھنا اور اس پر ڈھٹائی اور ضد سے قائم رہنا یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو کبھی دنیا کا امن اور سکون قائم نہیں رہنے دیں گی۔

اب آفات کو ہی لے لیں، جہاں ان کی شدت بڑھ رہی ہے، ان کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ ان موسمی آفات کو زمینی، موسمی اور مختلف تغیرات کی وجہ قرار دیا جاتا ہے لیکن یہ بھی دیکھنے والی چیز ہے اور دنیا کو بتانے کی ضرورت ہے کہ سو سال پہلے ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور میری تائید میں اللہ تعالیٰ زمینی اور سماوی نشانات دکھائے گا۔ زلزلے آئیں گے، آفتیں آئیں گی، تباہیاں ہوں گی اگر لوگوں نے توجہ نہ دی۔ اور اس کے بعد ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ باتیں سچ ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ زلزلے بھی اس کثرت اور اس شدّت سے آ رہے ہیں جن کی مثال سو سال پہلے کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

اب گزشتہ دنوں بنگلہ دیش میں بڑا سخت طوفان آیا۔ کہتے ہیں کہ 47 سال بعد ایسا طوفان آیا ہے۔ اس میں ایک اندازے کے مطابق 15 ہزار اموات متوقع ہیں۔ متوقع اس لئے کہ ابھی تک سیلاب زدہ علاقوں میں، طوفان زدہ علاقوں میں مکمل طور پر رسائی نہیں ہو سکی کہ نقصان کا اندازہ لگایا جا سکے۔ 6 لاکھ افراد بے گھر ہوئے۔ اس علاقے میں احمدیوں کی بھی کچھ تعداد ہے، جن کا مالی نقصان ہوا ہے۔ ظاہر ہے طوفان جب آتے ہیں تو مالی

نقصان تو ہوتا ہے۔لیکن ابھی تک اطلاع کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔اللہ تعالیٰ احمدیوں کو محفوظ رکھے۔

ہیومینیٹی فرسٹ کے رضا کار، یوکے سے بھی اور کینیڈا سے بھی مدد کا سامان لے کر وہاں جا رہے ہیں۔ جماعت ہمدردی کے جذبے کے تحت وہاں کام کرنے جا رہی ہے اور ہر اس جگہ پہنچتی ہے جہاں بھی کوئی ستم زدہ یا مصیبت زدہ مدد کے لئے پکارے۔گزشتہ ایک دو سال سے احمدیوں کے حالات بنگلہ دیش میں مُلّاں نے کافی تنگ کئے ہوئے ہیں۔ جلسے جلوس توڑ پھوڑ مسجدوں کو نقصان پہنچانا۔اب مُلّاں کی یہ عادت بن چکی ہے کہ اَن پڑھ اور معصوم عوام کو اسلام کے نام پر ابھار کر ظلم کروائے جائیں اور وہ کروا رہے ہیں۔لیکن اس کے باوجود جماعت ہر ضرورت مند کی مدد کرتی ہے کیونکہ یہ ایک احمدی کی امتیازی خصوصیت ہے اور ہونی چاہئے اور یہی فرق ہے جو ایک احمدی اور غیر میں ہے۔اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میرے کاموں میں سے ایک اہم کام بنی نوع سے ہمدردی ہے۔

پھر بنگلہ دیش کیا، پاکستان جہاں احمدیوں کے خلاف ایک ظالمانہ قانون بنا کر احمدیوں کی مذہبی آزادی کے حق کو غصب کیا گیا۔خدائے واحد و یگانہ کا حقیقی فہم و ادراک رکھنے والے اور ہر قسم کے شرک سے پاک معصوم احمدیوں کو اَللّٰہُ اَکْبَر کہنے پر پابندی لگا دی گئی۔عشق رسول عربی ﷺ سے سرشار لوگوں کو حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجنے سے منع کیا گیا اور اس جرم کی سزا یا ان جرموں کی سزا کئی سال قید ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ احمدیوں کے دلوں سے نہ یہ قانون اللہ تعالیٰ کی محبت چھین سکے، نہ عشق رسولؐ کے اظہار سے دلوں پر پابندی لگا سکے۔لیکن کہنا میں یہ چاہتا ہوں کہ ان ظلموں کے باوجود جب پاکستان میں تقریباً دو سال ہوئے شدید زلزلہ آیا جس سے لاکھوں افراد لقمۂ اجل بن گئے۔کئی آبادیاں زمین میں دفن ہو گئیں، کئی آبادیاں زمین بوس ہو گئیں تو اس وقت بھی ان سب ظلموں کے باوجود، جو حکومت اپنے قانون کے تحت احمدیوں سے روا رکھتی ہے جماعت نے دل کھول کر آفت زدہ اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کی۔کیمپ لگائے، کئی مہینے خوراک مہیا کی، علاج معالجہ کی سہولت مہیا کی۔باوجود اس کے کہ ہمارے کیمپ میں دوائیوں اور دوسری اشیاء کے سٹور پر ایک دفعہ مخالفین نے آگ بھی لگا دی لیکن ہمدردی کے جذبے کے تحت ہم نے اس کام میں فرق نہیں آنے دیا۔

پھر زلزلے کے بعد اعصابی امراض کی شکایت بھی بڑھ جاتی ہے، لوگ خوفزدہ ہوتے ہیں تو کشمیر کے ایک علاقے میں اعصابی امراض کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ کر کے ہیومینیٹی فرسٹ نے اعصابی امراض کا ایک وارڈ بنایا، جسے پورا Equiped کیا۔تو ہم نے تو ان کے ظلم کے باوجود اپنا کام کیا اور کئے جاتے ہیں کہ ہماری فطرت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات پیدا کر دی ہے کہ تم نے بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کرنی ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ اپنے پیارے کی حمایت میں وارننگ دیتا ہے اور دیتا چلا جا رہا ہے اگر ان لوگوں کو سمجھ آ جائے۔

اب دیکھیں ایک زلزلہ آیا۔ملک کے ویسے حالات پہلے کیا تھے؟ اور پھر اس میں بد سے بدتر حالات ہوتے چلے جا رہے ہیں۔سیاسی بھی، معاشی بھی۔ اب پاکستان میں ہر طرف بےچینی، فساد، قتل و غارت عام پھیلا ہوا ہے۔حکومت وقت کچھ کہتی ہے تو اسی بات کے مخالف حکومتی کارندے کھڑے ہو جاتے ہیں۔حکومت ایک بات کہتی ہے تو عدلیہ دوسری بات کہہ دیتی ہے۔سیاستدان ہیں، وہ ملک کی ہمدردی کی بجائے، ذاتی اناؤں اور عزتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ پاکستان کا ہر شہری جانتا ہے کہ لاقانونیت زوروں پر ہے۔قانون توڑنے والے بھی اور قانون نافذ کرنے والے بھی اور عدل قائم کرنے والے بھی سب اس دوڑ میں لگے ہوئے ہیں کہ اپنی عزتوں کی حفاظت کی جائے اور ملک کو داؤ پر لگایا دیا جائے۔ پہلے اسلام آباد میں حکومت کے اندر حکومت تھی۔اب سوات میں بغاوت پھیلی ہوئی ہے۔وہی لوگ جو حکومت کے پروردہ تھے وہی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔سوات میں دیکھیں کیا ہو رہا ہے۔ایک اخبار میں ایک کالم نویس نے کھل کر یہ لکھا ہے کہ یہی شخص جس نے سوات میں اپنی الگ حکومت قائم کی ہے، حکومت کے سامنے سب کچھ کرتا رہا بلکہ اسے حکومت کی مدد بھی حاصل رہی اور جب وہ زور پکڑ گیا اور بغاوت پر آمادہ ہو گیا تو اب حکومت وہاں فوج کا استعمال کر رہی ہے۔فوج ملک کے اندر امن و امان قائم کرنے کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔ باہر کے دشمن سے تو کوئی خطرہ نہیں، اندر کا دشمن جو سب سے زیادہ خطرناک ہے وہ ملک کو تباہ کرنے کی کوشش میں ہے اور فوج کا کام اب اس کو کنٹرول کرنا رہ گیا ہے۔74ء میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے والے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے والے جو یہ کہتے تھے کہ ربوہ میں احمدیوں نے اپنی حکومت قائم کی ہے۔اب یہ بتائیں کہ احمدیوں نے

اپنی حکومت قائم کی ہوئی تھی یا اب مختلف جگہوں پر ملک کے اندر حکومتیں قائم ہو چکی ہیں۔بعض جگہ تو حکومت بالکل بے بس نظر آتی ہے۔

احمدی تو قانون کی پابندی کرنے والے ہیں، ہمیشہ رہے ہیں، اور رہیں گے انشاء اللہ۔ انہوں نے تو قانون کے احترام میں اپنی ملکیتی زمین جو دارالنصر میں دریا کی طرف، دریا کے قریب، ربوہ کی زمین تھی وہاں پر قبضہ کرنے والوں سے لڑائی کی بجائے قانون کا سہارا لیا۔لیکن قانون وہی ہے کہ طاقت والے سے ڈرو اور طاقت والے کے کام کرو۔ ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ تو کر دیا کہ اس وقت تک کوئی فریق اس پر کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتا، کوئی تعمیر نہیں کر سکتا جب تک کورٹ فیصلہ نہ کرے۔ لیکن آج 30-32 سال کے بعد بھی کورٹ کو فیصلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ احمدی تو اس حکم کی پابندی کر رہے ہیں۔ لیکن دوسرا فریق جو اسلام کے نام پر ناجائز قبضہ کرنے والوں کا گروپ ہے تعمیر پر تعمیر کرتا چلا جا رہا ہے اور جب ہائیکورٹ کو کہو کہ یہ ہائی کورٹ کے حکم کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور یہ ہتک عدالت ہے تو کورٹ کا جواب یہ ہوتا ہے کہ ہتک ہماری ہو رہی ہے، تمہیں کیا فرق پڑتا ہے۔ بالکل دوہرے معیار ان کے حکموں اور فیصلوں کے ہو گئے ہیں۔ کہنے کو عدلیہ بڑی انصاف پسند ہے۔ غرض کہ ہر طبقہ، ہر محکمہ، کرپشن کے جو اعلیٰ ترین معیار ہیں ان کو چھو رہا ہے۔ نیکی کے معیار حاصل نہیں کر رہے، برائیوں کے معیار حاصل کرنے کی طرف دوڑ لگی ہوئی ہے اور اس کی وجہ وہی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایمانی حالتیں انتہائی کمزور ہو گئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے۔ پس آج کل تو لگتا ہے کہ ان نام نہاد اسلام کے ٹھیکے داروں کا ایمان دنیا اور اس کے جاہ و مراتب ہیں۔ یہ سارے فساد جو ملک میں ہو رہے ہیں اور آفات بھی جو آ رہی ہیں، اگر غور کریں تو اس کا سبب زمانے کے امام کا نہ صرف انکار بلکہ اس کا استہزاء اور اس کے ماننے والوں پر ظلم ہے۔

اب ایمرجنسی پاکستان میں نافذ ہوئی تو فوراً ساتھ ہی دستور کو بھی کالعدم قرار دے دیا۔ یہ علیحدہ بحث ہے کہ اختیار ہے یا نہیں یا اس کی کیا قانونی اور آئینی حیثیت ہے لیکن جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ ملک میں یہی ہوتا آیا ہے۔ انہوں نے ایمرجنسی بنائی اور دستور کو کالعدم کر دیا۔ لیکن یہ قانون اتنے جوش اور غصے میں بھی نہیں بنایا گیا۔ اتنے ہوش و حواس ان کے قائم رہے کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی جو شقیں ہیں وہ قائم رہیں گی، ان کو نہیں چھیڑا گیا۔ خاص طور پر اناؤنس کیا گیا کہ وہ قائم ہیں۔ تو آج کل چاہے وہ حکمران ہیں یا سیاستدان ہیں یا کوئی بھی ہے خدا سے زیادہ ان کو خوف ان لوگوں کا ہے جو مذہب کے نام پر فساد پیدا کرتے ہیں اور ہر حکومت انہیں خوش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

پس جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں بھی کہا تھا کہ ملک کے لئے دعائیں کریں اور دعاؤں کے ساتھ جو پاکستان میں رہنے والے احمدی ہیں، کسی کو بھی، کسی بھی طرح، کسی بھی شکل میں ان فسادوں میں حصہ دار نہیں بننا چاہئے۔ باوجود اس کے کہ ہم پر زیادتیاں ہوتی ہیں اور ہو رہی ہیں اور آئندہ بھی ہوں گی، ہم نے قانون کی پابندی کرنی ہے اور وقت کی حکومت کے خلاف کسی قسم کا بھی جو فساد ہے اس میں حصہ نہیں لینا۔ ہمارا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے اور جس حد تک ہو سکے یہ کرنا چاہئے کہ اپنے اپنے حلقے میں، اپنے دائرے میں ان لوگوں کو یہ بتانا چاہئے کہ سوچو، غور کرو کہ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے قانون میں دخل اندازی کی وجہ سے تو نہیں ہو رہا؟۔ یہ ہلکے ہلکے جو جھٹکے دیئے جا رہے ہیں یہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے تو نہیں؟ اب غیر لکھنے والے بھی لکھنے لگ گئے ہیں۔ (غیر سے مراد جو احمدی نہیں ہیں ان کے اپنے لوگ) اور کہنے والے یہ کہنے لگ گئے ہیں، اخباروں میں بھی آتا ہے، اور جگہ بھی بیانات آتے ہیں، گزشتہ کسی خطبہ میں کچھ بیان پڑھ کر بھی سنائے تھے کہ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے یہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے کی وجہ سے ہے۔ لیکن ان کو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ خدا تعالیٰ کیوں ناراض ہو رہا ہے؟ غور کریں کہ کیوں ناراض ہو رہا ہے۔ ایک دعویٰ کرنے والے نے یہ اعلان کیا تھا کہ خدا میری تائید میں نشانات دکھائے گا۔ ان نشانوں کو دیکھو اور غور کرو اور خدا کے بھیجے ہوئے کے انکار سے باز آؤ۔ اللہ تعالیٰ ظالم کو نہیں چھوڑتا۔ دنیا کے نمونے ہمارے سامنے ہیں۔ پاکستان میں صرف ظالمانہ قانون ہی اسمبلی نے پاس نہیں کیا بلکہ اس وجہ سے کئی احمدی صرف اس لئے شہید کئے گئے اور آج تک کئے جا رہے ہیں کہ وہ احمدی ہیں، وہ زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں۔ اس قانون نے جرأت دلائی ہے کہ ظالم اپنے ظلموں پر بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ گو اب حکومت نے، عدالت نے بعض جگہ ایسے ظالموں کو ایک دو کیسز میں سزائیں بھی دی ہیں لیکن جب تک ظالمانہ قانون قائم ہے جو حکومت بھی آئے گی وہ ان ظلموں میں برابر کی شریک ہو گی۔

پس آج بھی جو شخص احمدیت کی وجہ سے شہید کیا جاتا ہے اور اپنے ایمان پر حرف نہیں آنے دیتا وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے کیے گئے وعدوں سے حصہ پانے والا ہے۔ کیا ان دو کو شہید کر کے احمدیت کا جو پودا تھا اس کو بادشاہ وقت نے اکھیڑ دیا؟ کیا دنیا سے اس وجہ سے احمدیت ختم ہوگئی؟ آج گو تھوڑی تعداد میں ہی سہی لیکن احمدی افغانستان میں بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق قومیں جماعت میں شامل کی ہیں۔ ہر قوم کے سعید فطرت جماعت میں شامل ہو رہے ہیں لیکن آپؑ نے افغانستان کی سرزمین کے بارے میں جو انذار فرمایا تھا اس کو ہم آج تک پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ آج تک افغانستان میں بے امنی کی کیفیت ہے۔

خدا کے مسیح کے الفاظ یہ ہیں کہ "ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بے دردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر لیا..........."۔ فرماتے ہیں "اے کابل کی زمین! تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدقسمت زمین! تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے"۔(تذکرۃ الشہادتین۔روحانی خزائن جلد 20صفحہ74)

پس ہر عقل رکھنے والے اور دیکھنے والی آنکھ کے لئے یہ کافی ثبوت اس بات کا ہونا چاہئے کہ جو شخص ان الفاظ کا کہنے والا ہے وہ یقیناً خدا کا مرسل ہے۔ خدا کی طرف منسوب کر کے ایک بات کہہ رہا ہے اور آج سو سال بعد تک ہم ان الفاظ کے اثرات دیکھ رہے ہیں۔ وہ بادشاہ جو مولویوں سے ڈر گیا تھا کیا اسے کوئی مولوی بچا سکا؟ یا اس کے خاندان کو بچا سکا؟ اور پھر آج تک کی بے امنی کی کیفیت کیا اس بات کا کافی ثبوت نہیں کہ یہ الفاظ، یہ انذار خدا کے خاص بندے کے ہیں؟

مَیں صرف اہل وطن کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عقل کے ناخن لو، حکومت بھی اور پڑھے لکھے عوام بھی کہ لوگوں کو خدا نہ بناؤ، خدا کا حقیقی خوف اپنے دل میں پیدا کرو۔ پاکستان کی سرزمین مسلمانوں کی آزادی کے لئے لی گئی تھی اور اس سوچ کے ساتھ قائداعظم نے یہ ملک بنایا تھا کہ مسلمانوں کو ظلم سے نکالا جائے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو لاگو کیا جائے، اس طرح کہ تمام مذاہب کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی کا حق دیا جائے۔ انصاف کے ساتھ پاکستان کے ہر شہری کے حقوق ادا ہوں، بلا امتیاز اس کے کہ وہ کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن اگر حکومتیں دوسروں کے مذہب میں دخل اندازی شروع کر دیں، اگر انصاف کا فقدان ہو، اگر ایک طبقے کے حقوق پامال ہوں اور دوسرے کے لئے کہا جائے کہ ٹھیک ہے جو کر رہا ہے وہ کرے، اگر ہتک ہے تو عدالت کی ہے تمہیں کیا؟ تو یہ انصاف نہیں، ظلم ہے۔ پس جب دنیاوی انصاف کے تقاضے بھی پورے نہ کئے جائیں اور اللہ والوں کو مذہب کے نام پر ظلم کی چکّی میں پیسا جائے تو ایسے لوگ، ایسی حکومتیں پھر خدا تعالیٰ کے انعاموں کی حقدار نہیں ٹھہرتیں۔ اس لئے اہل وطن بھی اللہ کا خوف کریں، ہم احمدی بھی سب سے بڑھ کر اپنے وطن سے محبت کرنے والے ہیں۔ پاکستان کی خاطر ہم نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ہیں۔ تقسیم کے وقت بھی جب پاکستان معرض وجود میں آیا، اُس وقت بھی ہم نے جانوں کے نذرانے پیش کئے اور اس کے لئے بڑا کردار ادا کیا۔ پاکستان کی آزادی میں احمدیوں کا سب سے زیادہ کردار ہے اور مختلف جنگوں میں بھی۔ آج بھی ہم اہل وطن کی خدمت اور ملک کی ترقی کے لئے اپنے وسائل استعمال کرتے ہیں جیسا کہ زلزلہ زدگان کی امداد کے سلسلہ میں بیان کر چکا ہوں۔ آج مَیں سمجھتا ہوں کہ پاکستانی احمدی ہی ہیں جو کہ دنیا کے کسی بھی ملک میں رہتے ہیں جو سب سے زیادہ پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لئے کوشش کرتے ہیں اور دعا بھی کرتے ہیں اور ہمارا کام بھی یہی ہے کہ اس کوشش میں اہل وطن کو اپنے اپنے حلقہ میں جیسا کہ مَیں نے کہا بتائیں کہ خدا کا خوف کرو اور ملک کو داؤ پر نہ لگاؤ۔

پاکستان میں بہت بڑی تعداد احمدیوں کی ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ احمدیوں کی دعائیں ہی ہیں کہ جن کی وجہ سے پاکستان بچا ہوا ہے۔ ورنہ یہ جو نام نہاد محبّ وطن ہیں، ان کے کام ایسے نہیں ہیں کہ جو پاکستان کو بچا سکیں۔ ان کی تو ہر کوشش ایسی ہے کہ پاکستان کے توڑنے کے درپے ہیں۔ ہر ایک نے پاکستان کو داؤ پر لگایا ہوا ہے۔۔۔۔ پھر انڈونیشیا کے جو جماعتی حالات ہیں ان کا مَیں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ آج کل پھر وہاں اُبال آیا ہوا ہے۔ بعض دور دراز کے چھوٹے قصبوں میں جہاں احمدی تھوڑی تعداد میں ہیں انہیں پھر ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ان کے گھروں پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ مسجدوں پر حملے کر کے انہیں گرایا جا رہا ہے۔ ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے تا کہ جماعت چھوڑ دیں۔ اور مقامی طور پر اس کی پشت پناہی بعض حکومتی ادارے کر رہے ہوتے ہیں تا کہ اس فساد کے حوالے سے پھر حکومت پر دباؤ ڈالا جائے کہ کیونکہ اس وجہ سے احمدیوں کی جانوں کو خطرہ ہے (وہی پاکستان والی حکمت عملی اور یا کم از کم جواب جو بیرونی دنیا کو پاکستانی حکومتیں دیتی ہیں کہ ان کی جانوں کو خطرہ ہے اور امن وامان کی صورتحال بھی خراب

ہونے کا خدشہ ہے)۔اس لئے ان کو اسمبلی میں حکومتی سطح پر غیر مسلم قرار دیا جائے تبھی امن قائم ہوسکتا ہے۔تو بڑی پلاننگ سے اب انہوں نے یہ ترکیب استعمال کی ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ ان کے تمام مکروں کو توڑنے والا ہے اور انشاء اللہ توڑے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کا یہ خیال کہ ہم اس طرح احمدیت کا خاتمہ کریں گے کبھی بھی صحیح ثابت نہیں ہوسکتا۔ یہ ان لوگوں کی بڑی خام خیالی ہے۔پچھلے سوسال سے زائد عرصہ سے یہ کوشش ہو رہی ہے لیکن جہاں بھی کوشش ہوئی ہمیشہ ناکام ہوئے ہیں۔اگر کسی انسان کا کام ہوتا تو کب کی جماعت احمدیہ ختم ہو چکی ہوتی۔لیکن یہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے کہ بڑھے گا اور پھولے اور پھلے گا انشاء اللہ۔کوئی نہیں جو اس کو ختم کر سکے۔پس اس بات کی تو کوئی فکر نہیں کہ یہ لوگ احمدیت کو ختم کر سکیں یا انڈونیشیا سے ختم کر سکیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں بھی بڑے مضبوط ایمان کے اور قربانیاں کرنے والے احمدی ہیں۔اگر کہیں کوئی اِکّا دُکّا خوفزدہ ہو کر کچھ عرصہ کے لئے کوئی کمزوریٔ ایمان دکھاتا ہے یا یہ کسی کو خوفزدہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ مضبوط ایمان کے احمدی عطا فرماتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ یہی سلوک رہا ہے۔پاکستان میں غیر مسلم قرار دے کر اس زُعم میں کہ احمدیوں کے ہاتھ میں کشکول پکڑا دوں گا کیا نتیجہ نکلا؟ احمدیت کو تو اللہ تعالیٰ نے پہلے سے بڑھ کر وسعت عطا کی۔دوسرے نے اور بھی سخت قانون بنایا کہ اب تو کوئی راہ فرار نہیں ہے۔لیکن اس سے بھی زیادہ تیزی سے احمدیت پھیلی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پیغام پہنچانے کے وہ وسائل بھی مہیا فرما دیئے جو اگر انسانی منصوبہ بندی ہوتی تو شاید اس پر عمل کرنے کے لئے ہمیں مزید کئی سال درکار ہوتے۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو وعدہ ہے کہ مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا یہ ہر روز نئی شان سے پورا ہوتا ہے۔اس لئے اس کی تو کوئی فکر نہیں کہ یہ احمدیت کو ختم کر سکیں گے یا احمدی کے ایمان کو متزلزل کر سکیں گے لیکن یہ فکر ضرور ہے اور اس کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ ہوئے اپنے حقوق حاصل کرنے کی کوشش کریں۔کسی مخالفت کی وجہ سے ہمدردی خلق سے ہاتھ نہیں اٹھانا۔کسی مخالفت کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو جو حقیقی اسلام کا پیغام ہے، جو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اسوہ رسول ﷺ کی تعلیم ہے اس کو پھیلانے سے پیچھے نہیں ہٹنا۔پس یہ کام تو ہم نے کرنا ہے۔اس کے لئے قربانیاں بھی دینی پڑیں گی، ابتلاء بھی آئیں گے۔الٰہی جماعتوں کے ساتھ ہمیشہ یہ سلوک ہوتا بھی رہا ہے۔لیکن انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آئے گی۔ ہمیشہ آتی ہے اور پہلے سے بڑھ کر اپنی قدرت کے نظارے اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے۔ہمارا کام پیغام پہنچانا اور ہمدردی بنی نوع ہے جو ہم نے کرنی ہے۔

انڈونیشیا میں جب سونامی آیا تھا تو جس علاقے میں یہ سمندری طوفان تھا، اس میں اس سے پہلے بڑی شدید مخالفت تھی۔وہاں جا کر بھی ہم نے ان لوگوں کی ضرورتیں پوری کیں اور انہوں نے ہمارے سے مدد بھی حاصل کر لی۔تو ہمارے دل تو ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمدردی بنی نوع انسان کے لئے ہمیشہ تیار ہیں اور اس ہمدردی سے پُر رہتے ہیں۔ہم نے خدمت کرنی ہے۔ان لوگوں نے، جو ڈنگ مارنے والے ہیں، ان کی فطرت میں ڈنگ مارنا ہے جس طرح گائے اور بچھو کا قصہ ہے۔ایک بچھو نے گائے کو کہا کہ مجھے دریا پار کرا دو۔اس نے اپنی کمر پر اس کو سوار کر لیا۔دریا پار ہو کے جب وہ بچھو اترنے لگا۔تو اس نے گائے کو ڈنگ مار لیا۔تو کسی نے کہا تمہیں بچھو کو دریا پار کرانے کی ضرورت کیا تھی۔اس نے کہا میری فطرت میں جو اللہ تعالیٰ نے کام رکھا ہے وہ مَیں کر رہی ہوں اور اس کی فطرت میں جو ڈنگ مارنا ہے وہ اس نے کرنا ہے۔تو ہم نے تو خدمت انسانیت کرنی ہے اور اگر کوئی مجبور ہے تو اس کی مدد کرنی ہے قطع نظر اس کے کہ ان لوگوں نے کیا سلوک کرنا ہے۔جزا اُن سے نہیں لینی بلکہ خدا تعالیٰ کے پاس ہمارے اجر ہیں اس لئے وہ تو ہم نے کرتے رہنا ہے۔جو اُن کا کام ہے وہ یہ کرتے ہیں۔ ہمارا کام دنیا کو ہر لحاظ سے فیض پہنچانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر فیض پہنچانا ہے۔پس اس کے لئے ہر احمدی کو اپنی بھرپور کوشش کرتے رہنا چاہئے۔دعاؤں اور صبر کے ساتھ یہ کام کرتے چلے جانا چاہئے۔خدا تعالیٰ کا حکم بھی یہی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو ظلم ہوتے ہیں ان سے تم نے تھکنا نہیں بلکہ اپنے کام تم صبر سے کئے چلے جاؤ، جو تمہاری ذمہ داریاں ہیں ان کو ادا کرتے چلے جاؤ اور دعا کرتے رہو۔فرماتا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ (البقرۃ:46) اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو اور یہ یقیناً عاجزی کرنے والوں کے سوا سب پر بوجھل ہیں۔پھر فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرۃ:154) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔یقیناً

اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

پس یہ آیات تسلّی دلا رہی ہیں کہ نہایت عاجزی سے خدا کے حضور جھکے رہو۔ یہ ظلم جو مخالفین کی طرف سے ہو رہے ہیں یہ امتحان ہیں۔ صبر یہی ہے کہ ثابت قدم رہو۔ یہ سختیاں اور تنگیاں تم پر وارد کی جارہی ہیں ان کے خلاف کسی بھی دنیاوی مدد کی بجائے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر اور جو تعلیم اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے اس پر عمل کرو اور برائیوں سے بچو۔ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی اور ضرور آئے گی اور آخری فتح انشاء اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے کہ انشاء اللہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام نے غلبہ پانا ہے، آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت نے دنیا پر غالب آنا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایک جگہ اپنے رسولوں کے حق میں فرماتا ہے کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ مُخْلِفَ وَعْدِہٖ رُسُلَہٗ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (ابراھیم:48)
پس تو ہرگز اللہ کو اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدوں کی خلاف ورزی کرنے والا نہ سمجھ۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا اور ایک سخت انتقام لینے والا ہے۔

پس ہر احمدی کو تسلّی رکھنی چاہئے کہ انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید ہمیشہ اپنے پیارے کی جماعت کے ساتھ ہے۔ لیکن یہ دعا بھی مانگیں کہ ان لوگوں کی بے عقلی اور ظلم اور جلد بازی کی وجہ سے یہ کہیں ذُوانْتِقَام خدا کی پکڑ میں نہ آ جائیں۔ وہ غلبہ تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمانا ہے لیکن اللہ کہتا ہے کہ مَیں عزیز بھی ہوں، ذُوانْتِقَام بھی ہوں اور جو وارننگ مختلف شکلوں میں اللہ تعالیٰ دے رہا ہے اس کو یہ لوگ سمجھنے والے ہوں۔ مخالفین پر واضح کر دیں کہ ہم تو واضح نشان دیکھ کر زمانے کے امام کو مان چکے ہیں۔۔۔ اس لئے تم عارضی طور پر تو ہمیں تکلیف پہنچا سکتے ہو، چاہے وہ انڈونیشیا میں ہے یا بنگلہ دیش میں ہے یا سری لنکا میں ہے یا پاکستان میں ہے یا کسی بھی اور ملک میں۔ تو عارضی تکلیفیں تو تُم ہمیں پہنچا سکتے ہو۔ لیکن اس قبولیت کی وجہ سے، اس ایمان کی وجہ سے، جو دلوں کا سکون ہم نے حاصل کیا ہے وہ دلوں کا سکون تم ہم سے نہیں چھین سکتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہم سے وعدہ ہے کہ وہ حقیقی مومنوں کو اطمینان قلب عطا فرماتا ہے۔ پس ہم تو ہمیشہ اللہ سے مدد مانگتے ہیں اور یہ دعا بھی کرتے ہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم (الفاتحہ:6) تا کہ تم لوگوں کی ظلم اور زیادتی کی وجہ سے کہیں ہم اپنے راستہ سے نہ بھٹک جائیں اور یہ نہ ہو کہ ہم ظلم کا جواب ظلم سے دینے لگ جائیں۔ یہ نہ ہو کہ ہم میں بے صبری پیدا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو بھول جائیں کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْن۔ پس ہمارا کام صبر کرنا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کے زیادہ سے زیادہ وارث بنیں۔ اور اس تعلیم کے مطابق کام کئے جائیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اتاری اور جس کا فہم و ادراک ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطا فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان کے ساتھ سخت کراہت سے پیش آئے گی وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجے سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ یہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309۔ مطبوعہ لندن)

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ہمیشہ اس صدق کے قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق، آپؑ کی خواہش کے مطابق، حقیقی رنگ میں احمدیت کی تعلیم کو، اسلام کی تعلیم کو سمجھنے والے ہوں۔

خلفائے راشدین۔ ایک مختصر تعارف

مکرم انور احمد رشید صاحب

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی پیدائش سن 527ء میں ہوئی۔ آپؓ کا اصلی نام عبداللہ تھا تاہم مسلمانوں میں حضرت ابو بکرؓ کا نام بکر کے والد ہونے کی وجہ سے شہرت پا گیا۔ آپؓ کے والدِ محترم کا نام ابو قحافہ تھا اور والدہ محترمہ کا نام اُم الخیر سلمہ تھا۔ آپؓ بچپن سے ہی حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی دوست تھے اور آپؓ نے مَردوں میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی جس کی وجہ سے آپؓ کو صدیق کا لقب ملا۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ پہلے خلیفہ کے طور پر منتخب ہوئے۔ آپؓ کو ابتدا میں ہی انتہائی مُشکل حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ کئی قبائل نہ صرف خلافت کی اطاعت سے مُنکر ہو گئے بلکہ خلافت اور اسلام کا نام تک ختم کرنے کے لئے جنگ و جدل کی بھی زور و شور سے تیاریاں شروع کر دیں۔ اگرچہ مسلمانوں کی حالت خاصی ضعیف تھی مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے قادر و توانا خدا پر مکمل توکل کرتے ہوئے اس بغاوت کا قلع قمع کرنے کے لئے لشکری کاروائی اتنی دانشمندی سے فرمائی کہ کم از کم جانی نقصان کے ساتھ اس شورش کا سر ہمیشہ کے لئے کچل دیا۔ یہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی انتہائی غیر معمولی فراست اور دلیری کا نتیجہ ہے کہ جس کے نتیجہ میں ملتِ اسلامیہ نیست و نابود ہونے کی بجائے ایک ہاتھ پر پھر سے جمع ہو کر ایک بار پھر ترقیات کی راہوں پر گامزن ہو گئی۔

ایک دوسرا بہت بڑا فتنہ جس کا آپؓ کو سامنا کرنا پڑا وہ ارتدادِ زکوٰۃ کا تھا۔ حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مختلف قبائل کی ایک بڑی تعداد نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ زکوٰۃ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے مالی نظام چلانا ناممکن تھا اور اسلامی ریاست کمزوروں کی مدد کرنے سے قاصر ہو جاتی۔ اس کے علاوہ زکوٰۃ پانچ لازمی ارکانِ اسلام میں سے ایک ہے اور اس ارتداد کی کامیابی کے نتیجہ میں یہ خطرہ بھی پوشیدہ تھا کہ کل کلاں کوئی اور قبیلہ کسی دوسرے رکن سے منحرف ہو جاتا اور اس طرح اسلام اپنی بنیادوں پر ہی کھڑا نہ رہ سکتا۔ اِن خطرات کو بھانپتے ہوئے انتہائی نازک حالات کے باوجود جبکہ اسلام اندرونی و بیرونی طور پر دُشمنان کی سازشوں کا شکار تھا آپؓ نے کمال دانشمندی و جرأت سے اس فتنے کا سر بھی کُچل کر رکھ دیا اور یوں اسلام کو اُس کی اصل بنیاد پر لا کھڑا کیا۔

آپؓ کا ایک اور تاریخی ناقابلِ فراموش کارنامہ یہ ہے کہ آپؓ نے قرآن کریم کو ایک کتاب کی صورت میں یکجا کیا۔ آپؓ نے یہ کام اتنی محنت اور باریک بینی سے کروایا کہ آج تک کسی نے قرآن کریم کی کسی آیت پر یہ اعتراض نہیں کیا ہے کہ یہ اصلی کلام نہیں ہے۔

حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری بیماری کے ایام میں ایک لشکر رومی دراندازی کو روکنے کے لئے تشکیل دیا تھا تاہم اس کے روانہ کرنے سے قبل ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آخری خواہش کو پورا کرنے کے لئے اس لشکر کو بھجوانے کے احکامات جاری کر دیئے باوجود ان حالات کے کہ مدینہ منورہ کو اتنی بڑی فوج سے

خالی کرنا انتہائی خطرناک تھا اور اکثر جیّد صحابہ نے بھی آپؓ کو اس لشکر کے نہ بھجوانے کا مشورہ دیا۔ مگر آپؓ نے عزم و استقلال کی ایک مضبوط چٹان کی طرح فرمایا کہ میں کون ہوتا ہوں جو رسول کریم ﷺ کے اس حکم کے خلاف حکم دوں۔ چنانچہ یہ لشکر روانہ کر دیا گیا اور اس لشکر نے نہ صرف رومی افواج کی لشکر کشی کو ختم کر دیا بلکہ اسی لشکر نے ایرانیوں کو بھی شکستِ فاش دے کر اُن کے غرور و تکبر کا سر توڑ دیا اور تمام شام اسلام کی آغوش میں آ گیا جس سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ تائیدِ ایزدی مکمل طور پر آپؓ کے ساتھ تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات 634ء میں ہوئی۔ آپؓ قریباً تین سال منصبِ خلافت پر فائز رہے اور اس مختصر عرصہ میں آپؓ نے رسولِ کریم ﷺ کی وفات کے بعد بکھرتے ہوئے مسلمانوں کو ایک بار پھر ایک ہاتھ پر یکجا کر دیا اور اسلام کا پیغام دوسرے ممالک تک پھیلایا۔ یہ ایسے کارہائے نمایاں ہیں کہ جن کی مثال لانا ممکن نہیں اور تمام امتِ مسلمہ ان کے احساناتِ عظیم کے زیرِ بار ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق ان خوش نصیب صحابہ (جن کو عشرہ مبشرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) میں سے تھے جن کو حضرت رسول کریم ﷺ نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی۔ دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ اسلام کے اس بطلِ جلیل کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔ آمین ثم آمین

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

خلفائے راشدین میں دوسرے خلیفہ کا نام عمرؓ تھا۔ آپؓ کا لقب فاروق اور ابن الخطاب آپؓ کا خاندانی نام تھا۔ خلافت سے قبل آپؓ تجارت کرتے تھے اور آپؓ کا کاروبار عرب سے باہر کے ممالک تک پھیلا ہوا تھا۔

اسلام قبول کرنے سے قبل آپؓ اسلام کے شدید مخالف تھے اور اس شدت کی مخالفت میں آپؓ نے حضرت رسول کریم ﷺ کو قتل کرنے کا تہیا کر لیا اور اس نیت سے نکل بھی کھڑے ہوئے۔ اس موقعہ پر کسی نے انہیں کہا کہ پہلے اپنے گھر کی بھی خبر لے لو کہ تمہاری بہن اور بہنوئی تو مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ سُن کر آپ شدید غصہ میں اپنی بہن کے گھر گئے مگر وہاں آیاتِ قرآنی سننے کا موقع ملا جسے سننے کے بعد آپؓ کی کیفیت فوری طور پر بدل گئی اور فوری طور پر حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں جا کر اسلام قبول کر لیا۔ اس معجزانہ تبدیلی میں رسولِ پاک ﷺ کی دعاؤں کا ہی دخل تھا جو کہ حضورؐ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کے لئے فرمایا کرتے تھے۔ آپؓ انتہائی جرأت مند، زیرک اور باأثر تھے اور آپؓ کا قبولِ اسلام تقویت کا باعث بنا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد آپؓ کو متفقہ طور پر خلیفہ منتخب کیا گیا۔ آپؓ کی خلافت کے دور میں اسلام کو کئی محاذ پر جنگوں کا سامنا کرنا پڑا جن میں ایران، عراق، شام اور مصر شامل ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کی سربراہی میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تمام محاذات پر فتوحات سے نوازا اور ایک وسیع علاقہ اسلامی ریاست کے زیرِ نگیں ہو گیا۔ یروشلم کی فتح کے موقع پر حضرت عمرؓ مقامی لوگوں سے امن معاہدہ پر دستخط کرنے بنفسِ نفیس تشریف

لے گئے۔ اس سے قبل یروشلم رومی قبضہ میں تھا۔
حضرت عمر فاروقؓ نے اسلامی ریاست کا ڈھانچہ قائم کیا۔ آپؓ نے اسلامی ریاست کو مختلف صوبہ جات میں تقسیم کیا اور اس بات کی نگرانی کو یقینی بنایا کہ تمام صوبہ جات میں مساجد، مدرسوں اور مالی اداروں کا قیام ہو۔
اسی طرح آپؓ نے خلیفۂ وقت کو مشورہ دینے کے لئے مجلسِ شوریٰ کا قیام فرمایا۔
اسلامی کیلنڈر ہجرہ کا اجرا وآغاز آپؓ کے دور خلافت میں ہوا۔
حضرت عمر فاروقؓ کو اپنی رعایا کا بہت خیال رہتا تھا اور آپؓ ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہر دم کوشاں رہتے تھے۔
آپؓ کو نماز پڑھانے کی حالت میں ایک بدبخت ایرانی غلام نے خنجر کے وار سے شدید زخمی کر دیا جس کے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے آپؓ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ آپؓ کی شہادت 644ء میں ہوئی۔
آپؓ کا دَور اسلامی تاریخ میں سنہری دَور کہلاتا ہے۔ آپؓ نے اپنے مختصر دَورِ خلافت میں عظیم کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور اسلامی سلطنت بے انتہا وسعت پذیر ہوئی۔ آپؓ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں جنہیں حضرت رسولِ مقبول ﷺ نے اُن کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی تھی۔ خدا تعالیٰ آپؓ پر اپنی بے انتہا رحمتیں نازل فرمائے اور درجات کو بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے۔ آمین ثم آمین

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان غنیؓ کو حضرت عمر فاروقؓ کی وفات کے بعد تیسرے خلیفہ کے طور پر چُنا گیا۔ آپؓ میں سخاوت کا جذبہ انتہائی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور اپنی اس وصف کی بنا پر آپؓ کو غنی کا لقب عطا ہوا۔ آپؓ کو رسولِ کریم ﷺ کا داماد ہونے کا شرف بھی حاصل تھا اور حضرت رقیہؓ آپؓ کے عقد میں تھیں جن کی وفات کے بعد رسولِ پاک ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت اُمِ کلثومؓ کو بھی آپؓ کے عقد میں دے دیا۔ آپؓ کی اس سعادت کی وجہ سے آپؓ کو ذوالنورین کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔
آپؓ بھی ابتدائی اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھے۔ آپؓ کو اسلام کا پیغام حضرت ابوبکرؓ سے پہنچا جن کے آپؓ قریبی دوست تھے۔ قبولِ اسلام کے بعد آپؓ کو اپنے اعزاء کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور آپؓ کو دو دفعہ ہجرت کرنا پڑی ایک دفعہ حبشہ کی طرف اور دوسری مرتبہ مدینہ کی طرف۔ آپؓ کے دورِ مبارک میں اسلامی مملکت میں مزید اضافہ ہوا۔ ایرانی بغاوت کا قلع قمع کیا گیا نیز رومی حملوں کا بھی سدباب کیا گیا۔ ایران، مصر اور ایشیا کے وسیع علاقے اسلامی ریاست کا حصہ بن گئے۔ اسی طرح آپؓ کے دورِ خلافت میں اسلامی افواج میں بحری بیڑے کا اضافہ ہوا۔
آپؓ کے دور میں قرآنِ کریم کی ترتیب کا کام مکمل ہوا۔ قرآنِ کریم کو 114 سورتوں اور تیس پاروں میں تقسیم کیا گیا۔ قرآن کریم کے نسخہ جات کو تمام اسلامی ریاستوں میں پھیلا دیا گیا۔
آپؓ نے 656ء میں بیاسی سال کی عمر میں جامِ شہادت نوش کیا۔ آپؓ اپنی شہادت کے وقت قرآنِ کریم کی تلاوت فرما رہے

تھے۔آپؓ بھی اُن خوش نصیبوں میں سے ہیں جنہیں حضرت رسولِ کریم ﷺ نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی۔قرآن کریم کی تدوین کا کام اُن کے شاندار کارناموں کا شاہکار ہے اور اُن کی اِس خدمت کا تمام عالمِ اسلام تاقیامت زیرِ احسان رہے گا۔ خدا تعالیٰ اپنے اس برگزیدہ پر اپنے اعلیٰ انعامات کی بارشیں کرتا چلا جائے۔آمین ثم آمین

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مدینہ جارحیت اور لاقانونیت کا شکار ہوگیا۔کچھ دنوں کے غیر یقینی حالات کے بعد ابن صباء (جو کہ مصری باغیوں کا سردار تھا) نے حضرت علیؓ کی حضرت عثمانؓ کے بعد خلیفہ بننے کے لئے حمایت کا اعلان کر دیا۔اس نے اِس امر کے لئے حضرت رسولِ کریم ﷺ کی وصیت کا دعویٰ کیا جس میں حضرت علیؓ کے جانشین ہونے کی وصیت تھی۔ 23 جون 656ء کو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چھ دن بعد حضرت علیؓ چوتھے خلیفہ کے طور پر منتخب ہوئے اور مسلمانوں نے ان کی اطاعت کا حلف اٹھایا۔

حضرت علیؓ حضرت نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے اور مکہ معظّمہ میں آپؓ کی پیدائش ہوئی۔آپؓ حضرت رسولِ کریم ﷺ سے بیس سال چھوٹے تھے۔حضرت رسولِ کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کی بچپن سے ہی کفالت کی ذمہ داری اُٹھالی تھی۔بچوں میں سے سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف حضرت علیؓ کو حاصل ہے۔حضرت علیؓ نے انتخابِ خلافت کے تھوڑے عرصہ کے بعد اسلامی خلافت کا مرکز مدینہ سے کوفہ میں تبدیل کر دیا جس کی اسلامی ریاست میں جغرافیائی لحاظ سے زیادہ مرکزی اہمیت تھی۔ مسلمانوں کے ایک حصہ میں حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے والے مجرموں کو سزا دینے کا جذبہ بہت شدید تھا۔حضرت علیؓ کی اولین ترجیح یہ تھی کہ پہلے اسلامی ریاست میں دوبارہ امن اور قانون کی بالادستی قائم کی جائے اور پھر ان مجرموں کو سزا دی جائے۔تاہم کبائر صحابہ جن میں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ شامل تھے اس نقطۂ نظر سے اتفاق نہیں کرتے تھے اور فوری طور پر سزا دینے کے قائل تھے۔انہوں نے اس سلسلہ میں ایک لشکر کی ترتیب دی اور حضرت عائشہؓ جو کہ حضرت علیؓ کی اس بارہ میں مخالفت سے بالکل ناواقف تھیں انہوں نے اس لشکر کی تکمیل کے لئے مدد کی۔ حضرت علیؓ نے ہر ممکن کوشش کی کہ مسلمان کسی طرح خانہ جنگی کا شکار نہ ہوں اور کسی بے گناہ کا خون نہ بہے۔تاہم مجبور ہو کر انہیں حضرت عائشہؓ کے لشکر سے جنگ کرنا پڑی جس میں حضرت عائشہؓ کو شکست ہوئی۔اس جنگ کو جنگِ جمل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ اس موقع پر حضرت عائشہؓ ایک اونٹ پر سوار تھیں۔ حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ کو ان کی اس بغاوت پر معاف کر دیا اور حضرت عائشہؓ بھی اپنی بقیہ زندگی میں اپنی اس خطا پر ندامت کا اظہار فرماتی رہیں۔

حضرت امیر معاویہ نے حضرت علیؓ کی بیعت نہ کرنے کا اعلان کیا کہ جب تک حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے انتقام نہیں لیتے وہ بیعت نہیں کریں گے۔حضرت علیؓ نے حضرت امیر معاویہ کو بارہا قائل کرنے کی کوشش کی کہ وہ ان کی بیعت کرلیں کیونکہ اسی میں اسلام کی سلامتی اور ترقی مضمر ہے۔تاہم حضرت امیر معاویہ نے اس کے باوجود انتقام لینے کی اپنی فوج جمع کرنا شروع

کردی۔ اب حضرت علیؓ کے پاس اس فوج سے مقابلہ کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ دونوں فوجوں کا حنین کے مقام پر آمنا سامنا ہوا اور جنگ میں دونوں فریقوں کو سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ طویل جنگ کے بعد اس امر پر اتفاق ہوا کہ لڑائی بند کر دی جائے اور جنگ بندی کے لئے معاملات طے کئے جائیں۔ دونوں فریقین کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جس پر امیر معاویہ قائم نہ رہے اور اس امر کی بے چینی حضرت علیؓ کی فوج میں پھیل گئی۔ ان میں سے ایک تعداد اس معاہدہ کے حق میں شروع سے ہی نہ تھی اور اُنہوں نے حضرت علیؓ سے اپنا تعلق توڑ کر اپنا ایک علیحدہ امیر مقرر کر لیا۔ یہ لوگ خوارجی کہلائے۔ حضرت علیؓ کو ان کے سیلاب کو بھی روکنا پڑا۔ خوارج سے جنگ کے دوران زیادہ تر خوارجین ہلاک ہو گئے اور جو بچ گئے انہوں نے حضرت علیؓ اور امیر معاویہ کو قتل کرنے کی سازشیں شروع کر دیں۔

امیر معاویہ تو ان کے ہاتھ سے بچ گئے تاہم حضرت علیؓ کو فجر کی نماز پر جاتے ہوئے انہوں نے حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا اور دو دن کے بعد حضرت علیؓ نے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا اور اس طرح حضرت رسولِ کریم ﷺ کے بعد خلافتِ راشدہ کے باب کا خاتمہ ہو گیا۔ حضرت علیؓ ایک نہایت نڈر اور بہادر شخصیت تھے اور انہوں نے منصبِ خلافت کی عظمت کو قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ آپؓ بھی اُن خوش نصیبوں میں سے تھے جنہیں حضرت رسولِ کریم ﷺ نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی۔ خدا تعالیٰ اپنے اس عظیم سپوت پر اپنی بے انتہا رحمتیں و برکتیں نازل فرمائے اور درجات بڑھاتا چلا جائے۔ آمین ثم آمین

مجدد الوقت کون ھے؟

حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحبؓ اپنی تصنیف "تذکرۃ المہدی" میں تحریر فرماتے ہیں:

جب میں اول دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا تھا تو میں نے یہ عرض کی تھی کہ آپ نے بھی دعویٰ مجددیت کیا ہے اور دوسرے لوگ بھی ہیں جو دعویٰ مجددیت کا کرتے ہیں۔ منجملہ اوروں کے (۱) ایک سوڈانی مہدی ہے جس پر لوگوں کا خیال ہے کہ وہ مہدی اور مجدد ہے۔ اب ہم آپ کو مجدد مانیں یا ان میں سے کسی ایک کو۔ فرمایا جس کے پاس دلیل ہو دعویٰ بلا دلیل تو تسلیم نہیں ہوتا۔ دلیل یہی ہے کہ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہو اور وحی کا نزول ہو اور منہاج نبوت پر ان کا طریق ہو۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور یہی شناخت ولی نبی رسول کی ہے جس کے ساتھی ہمراہ مرید صحابی اچھے اور نیک صالح ہوں اور ان میں تبدیلی فوق العادت پیدا ہو جاوے اور وہ اپنے اندر ایک نور نمایاں تاباں دیکھ لیں تب جانو کہ وہ اچھا ہے اور ولی ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کا کامل تعلق اور پیوند ہے اور قوت روحانی اور کشش ربانی موجود ہے۔ اور جس کے پیرو اور ہم صحبت خراب ہوں اور کوئی تبدیلی کسی قسم کی نہ پاویں اور گندی زیست اپنے اندر رکھتے ہوں تو معلوم کر لو کہ وہ خود بھی گندہ ہے اور اس میں خدا کا انوار اور نعمت روحانی نہیں ہے اور نہ اس میں خدا ہے اور نہ خدا کے انوار و فیض سے کچھ بہرہ ہے۔ دیکھو جب برسات ہوتی ہے تو سینکڑوں بوٹیاں جنگل میں خراب بھی پیدا ہوتی ہیں اور گل بوٹے بھی عمدہ پیدا ہو جاتے ہیں مگر جو فائدہ مند ہیں وہ باقی رہ جاتے ہیں اور جو نکمے اور کارآمد نہیں ہوتے وہ جل بھن کر نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ تم دیکھو گے کہ جس کو خدا نے بھیجا ہے اور جو خدا کی طرف سے منصب مجددیت لے کر آیا ہے وہ باقی رہ جاوے گا اور سرسبز ہوگا اور جو خدا کی طرف سے نہیں ہیں وہ تمام تباہ اور ہلاک ہو جاویں گے۔ آنحضرت ﷺ کے وقت مبارک میں بھی بہت سے مدعیان نبوت کھڑے ہو گئے تھے اور مسیح علیہ السلام کے وقت میں بھی تو کیا وہ رہ گئے اور وہ سرسبز ہوئے۔ ہرگز نہیں ہوئے۔ ان کا نام و نشان مٹ گیا اور وہ ایسے ہلاک ہوئے کہ چند روز میں ہی نیست و نابود ہو گئے۔ سو حقیقت میں جیسا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا تھا وہ جوں کا توں ہوا۔ سوائے آپ کی ذات مبارک اور وجود باجود کے تمام ناکام و نامراد ہو کر نیست و نابود ہو گئے۔ (صفحہ 190-191)

خلافت

مکرم ومحترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد

بفضلِ اللہ ہوئی ہے دولتِ اسلام ارزانی
اِسی سے ہم نے پائی ہے عطائے ربِّ رحمانی
زہے قسمت محمدؐ کی غلامی سے مشرف ہیں
اِسی برکت سے روشن ہے دلوں میں شمعِ قرآنی
یہ کیا کم ہے کہ ہم نے شاہد و مشہود کو پایا
مسیح و مہدیٔ آخرزماں کی ذات پہچانی
خدا نے فضل سے اپنے خلافت ہم کو بخشی ہے
کہ جس کو ڈھونڈتی پھرتی ہے ہر سُو نوعِ انسانی
مبارک دورِ خامس بھی خلافت کا ملا ہم کو
کہ جس میں پائی ہے ہم نے خلافت کی صدی ثانی
مبارک صد مبارک دوستو! سب کو مبارک ہو
جلو میں لے کے آئی جو بلی اِک شانِ لافانی
سرِ منزل ہے لے آئی صدی یہ دوسری ہم کو
فتوحاتِ نمایاں سے ہے روشن اس کی پیشانی
صدی ساری کی ساری قدرتِ قادر کی مظہر ہو
ملے اسلام کو غلبہ ، ہو نصرت کی فراوانی
خدایا ہم بھی قابل ہوں کہ عہدوں کو کریں پورا
بروزِ حشر لاحق ہو نہ ہم کو کچھ پریشانی

عبادتِ الٰھی و خلافت کا تعلق

مکرم ومحترم محموداحمد شمس صاحب امیر جماعت احمدیہ سویڈن

خلافت سے فیض پانے کے لئے عبادتِ الٰہی کا قیام ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے جبکہ اسلام کا محض نام اور قرآن کے محض الفاظ باقی رہ جائیں گے تو اس وقت مسجدیں بظاہر آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت اور روحانیت سے خالی ہونگی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے کیونکہ انہیں میں سے فتنے نکلیں گے اور انہیں میں لوٹ جائیں گے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے تو 72 فرقے ہو گئے تھے لیکن میری امت 73 فرقوں میں بٹ جائیگی۔ کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً یعنی ایک کو چھوڑ کر باقی سب کے سب جہنمی ہونگے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دریافت کرنے پر کہ ناجی فرقہ کونسا ہوگا فرمایا کہ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِی یعنی جو میرے اور میرے صحابہ کے نقشِ قدم پر چلنے والا ہوگا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ وہی الجماعت کہ وہ فرقہ نہیں بلکہ وہ الجماعت ہوگی یعنی وہ ایک واجب الاطاعت امام اور خلیفہ کے تابع ہونے کی وجہ سے جماعت کہلائے گی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کوئی جماعت امام کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ مثلاً اگر کسی مسجد میں خواہ سینکڑوں ہزاروں لوگ بھی نماز پڑھ رہے ہوں کوئی رکوع میں ہو کوئی سجدہ میں ہو یا کوئی قعدہ میں ہو یا قیام کر رہا ہو تو ایسی حالت میں کوئی خیال نہیں کرے گا کہ جماعت ہو رہی ہے۔ لیکن اگر ایک امام کے تابع خواہ دو مقتدی ہوں اور امام جس حالت میں ہو مقتدی ان کی پوری اتباع اور پیروی کر رہے ہوں تو ہم یہی کہتے ہیں کہ جماعت ہو رہی ہے۔ گویا الٰہی اور روحانی جماعت کے لئے ایک امام اور اس امام کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری لازمی شرائط ہیں۔

اس حدیث میں ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہ بات سمجھائی ہے کہ آخری زمانہ میں جب بلند و بالا مناروں والی عالیشان مساجد بظاہر بھری ہوئی ہونگی لیکن ہدایت اور روحانیت سے خالی ہونگی تو ایسے وقت میں حضرت امام مہدی علیہ السلام اور ان کی قائم کردہ جماعت ہی صحیح معنوں میں عبادت گذار ہوگی اور رُشد و ہدایت پر فائز ہو کر روحانیت سے پُر عبادات بجالائے گی کیونکہ وہ ایک الٰہی نظام کے تابع ہوگی۔

چنانچہ قرآن و احادیث کی پیشگوئیوں کے عین مطابق وہ آخری زمانہ یہی ہے جس کا اعتراف بڑے بڑے علماء، مفکرین اور مسلم دانشور کر چکے ہیں۔ چنانچہ نامور عالمِ دین مولوی سید ابوالحسن ندوی معتمد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو اپنی کتاب قادیانیت کے صفحہ 219 میں لکھتے ہیں: "عالم اسلام مختلف دینی و اخلاقی بیماریوں اور کمزوریوں کا شکار تھا۔ اس کے چہرے کا سب سے بڑا داغ شرک جلی تھا جو اس کے گوشے گوشے میں پایا جاتا تھا۔ قبریں اور غیراللہ کے نام کی صاف صاف دہائی دی جاتی تھی۔ بدعات کا گھر گھر چرچا تھا۔ خرافات اور توہمات کا دور دورہ تھا یہ صورتِ حال ایک ایسے دینی مصلح اور داعی کا تقاضہ کر رہی تھی جو اسلامی معاشرہ کے اندر جاہلیت کے بد اثرات کا مقابلہ کرے اور مسلمانوں کے گھروں میں اس کا تعاقب کرے جو پوری وضاحت اور جرأت کے ساتھ توحید و سنّت کی دعوت دے اور پوری قوت کے ساتھ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ کا نعرہ بلند کرے۔"

الغرض ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت امام مہدی معہود و مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپؑ کی بعثت کا مقصد یُحْیِی الدِّیْنَ وَ یُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ بیان فرمایا۔ چنانچہ آپؑ نے اعلان فرمایا:

"یادرکھو کہ میرے آنے کی دو غرضیں ہیں ایک یہ کہ جو غلبہ اس وقت اسلام پر دوسرے مذاہب کا ہواہے گو یا وہ اسلام کو کھاتے جا تے ہیں اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم بچے کی طرح ہو گیا ہے پس اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا کہ تا میں ادیانِ باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پُر زور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں۔ دوسرا کام یہ کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں یہ صرف باتوں پر حساب ہے۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ وہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جائے جو اسلام کا مغز اور اصل ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر، عمر، عثمان علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ نہ پیدا ہو۔ وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 260)

چنانچہ سیدنا حضرت امامُ الزمان علیہ السلام نے ایک ایسی جماعت کی بنیاد ڈالی جس نے سچ مچ دین کو دنیا پر مقدم کر رکھا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ہاں! ایسے مسلمانوں سے جو حقیقی ایمان پر قائم ہونے کے ساتھ ساتھ اعمالِ صالحہ بجا لاتے ہیں خلافت کا حتمی وعدہ فرمایا ہے وہاں انہیں نصیحت فرمائی گئی ہے کہ جب خلافت کا نظام جاری ہو جائے تو تمہارا فرض ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہوئے نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ سورہ نور کی آیت استخلاف سے اگلی آیت وَاَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوالزَّکٰوۃَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (24:57) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"دراصل اِقَامَۃُ الصَّلٰوۃ بھی بغیر خلیفہ کے نہیں ہوسکتی اسی طرح اطاعتِ رُسل بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی کیونکہ رسول کی اطاعت کی غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آج کل مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہ بھی حج کرتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہ اور آج کل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے۔ یہی ہے کہ صحابہ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح کمال تک پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریم ﷺ انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہ اسی وقت اس پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ لیکن یہ اطاعت کی روح آج کل کے مسلمانوں میں نہیں۔ مسلمان نمازیں بھی پڑھیں گے، روزے بھی رکھیں گے، حج بھی کریں گے مگر ان کے اندر اطاعت کا مادہ نہیں ہو گا کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا۔ پس جب بھی خلافت ہو گی اطاعت رسول بھی ہو گی کیونکہ اطاعت رسول یہ نہیں کہ نمازیں پڑھو یا روزے رکھو یا حج کرو یہ تو خدا کے احکام کی اطاعت ہے اطاعت رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے تو وہ زکوٰۃ اور چندوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب جانی قربانی کی ضرورت ہے تو وہ جانیں اپنے وطن پر قربان کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ غرض یہ تین باتیں ایسی ہیں جو خلافت کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں اگر خلافت نہ ہو گی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی، تمہاری زکوٰۃ بھی جاتی رہے گی اور تمہارے دل سے اطاعتِ رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا۔ ہماری جماعت کو چونکہ ایک نظام کے تحت رہنے کی عادت ہے اور اس کے افراد اطاعت کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں اس لئے اگر ہماری جماعت کو اٹھا

کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رکھ دیا جائے تو وہ اسی طرح اطاعت کرنے لگ جائیں گے جس طرح صحابہ اطاعت کیا کرتے تھے لیکن اگر کسی غیر احمدی کو اپنی بصیرت کی آنکھ سے تم اس زمانہ میں لے جاؤ تو تمہیں قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہوا دکھائی دے گا اور وہ کہے گا ذرا ٹھہر جائیں مجھے فلاں حکم کی سمجھ نہیں آئی.... اسی طرح وہ بعض باتوں کا انکار کرنے لگ جائے گا۔"

اس حقیقت کا واشگاف الفاظ میں اعتراف کرتے ہوئے مشہور کالم نویس جناب شاہد فلاحی ہفت روزہ نئی دنیا کی 11 مارچ 1992 کی اشاعت میں رقمطراز ہے:

"خلافت کے بغیر نہ تو دین غالب آ سکتا ہے نہ عدل وانصاف کا قیام عمل میں آ سکتا ہے۔ نہ مشرکانہ نظام کا خاتمہ ہوسکتا ہے، نہ زکوٰۃ کا پورا نظام نافذ ہوسکتا ہے، نہ نیکی فروغ پا سکتی ہے۔ نہ برائی ختم ہوسکتی ہے نہ جمعہ وعیدین کا انتظام ہوسکتا ہے۔ نہ اللہ کے رسول کی پوری اطاعت ہوسکتی ہے نہ مسلمانوں کی حالت درست ہوسکتی ہے۔ خلافت کے بغیر زندگی گزارنا جاہلیت ہے بلکہ جینا درست نہیں۔ خلافت کے بغیر اسلام اپاہج، لولا لنگڑا ہے۔"

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنتِ رسول کی پیروی میں نماز کی اہمیت وضرورت بیان کرتے ہوئے موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی اسلامی عبادات سے روگردانی اور بے توجہی اور اسلامی عقائد سے انحراف کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے، استغفار ہے اور درود شریف ہے۔ تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر قسم کے ہم وغم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرا سا بھی غم پہنچتا تو آپؐ نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے اسی لئے فرمایا۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد) اطمنان اور سکینتِ قلب کے لئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ لوگوں نے قسم قسم کے ورد وظیفے اپنی طرف سے بنا کر لوگوں کو گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور ایک نئی شریعت آنحضرت ﷺ کی شریعت کے مقابل پر بنا دی ہوئی ہے۔ مجھ پر تو الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے مگر میں دیکھتا ہوں اور حیرت سے دیکھتا ہوں کہ انہوں نے خود شریعت بنائی ہوئی ہے اور نبی بنے ہوئے ہیں اور دنیا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ ان وظائف اور اوراد میں دنیا کو ایسا ڈالا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی شریعت اور احکام کو بھی چھوڑ بیٹھے ہیں۔ بعض لوگ دیکھے جاتے ہیں کہ اپنے معمول اور اوراد میں ایسے منہمک ہیں کہ نمازوں کا بھی لحاظ نہیں رکھتے۔ میں نے مولوی صاحب (حضرت مولانا نورالدینؓ) سے سنا ہے کہ بعض گدی نشین شاکت مت والوں کے منترا اپنے وظیفوں میں پڑھتے ہیں۔ میرے نزدیک سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہی ہے۔ نماز کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہئے اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور مسنون دُعاؤں کے بعد اپنے لئے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو۔ اس سے تمہیں اطمینان قلب حاصل ہوگا اور سب مشکلات خدا تعالیٰ چاہے گا تو اسی سے حل ہوجائیں گی۔ نماز یاد الٰہی کا ذریعہ ہے اسی لئے فرمایا: اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔

(الحکم جلد 7 نمبر 20-31 مئی 1903ء)

شرائط بیعت میں تیسری شرط یوں ہے۔

"سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجّد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دِلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ وِرد بنائے گا۔"

پس عبادتِ الٰہی پنجوقتہ نماز کا قیام ہے۔ جب بھی ہم عبادت میں سُست ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ خلیفۃ المسیح کی توجہ فوراً اس طرف پھیر دیتا ہے اور ہمیں پاک نصیحت کے ذریعہ خلیفۃ المسیح نمازوں کی طرف توجہ دلاتا ہے اور جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے فوراً اس طرف توجہ کرتی ہے۔ چنانچہ ہم نے بارہا دیکھا کہ خلافت کی برکت سے نمازوں میں چستی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس عبادت اور خلافت لازم و ملزوم چیز ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ مسجدوں کو آباد کریں۔ اگر مسجد قریب نہیں ہے بلکہ نماز سینٹر ہے تو وہاں جا کر نماز پڑھیں۔ خود بھی نمازوں کے لئے حاضر ہوں اور اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے کر جائیں۔ اگر ہم نے اس معاملہ میں سُستی کی تو بہت بڑا نقصان ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "نماز ایسی شئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے آسمان انسان پر جھک پڑتا ہے۔ نماز کا حق ادا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ میں مر گیا اور اس کی روح گداز ہو کر خدا کے آستانہ پر گر پڑتی ہے... جس گھر میں اس قسم کی نماز ہوگی وہ گھر کبھی تباہ نہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر نوحؑ کے وقت میں نماز ہوتی تو وہ قوم کبھی تباہ نہ ہوتی۔ حج بھی انسان کے لئے مشروط ہے۔ روزہ بھی مشروط ہے۔ زکوٰۃ بھی مشروط ہے مگر نماز مشروط نہیں۔ سب ایک سال میں ایک ایک دفعہ ہیں مگر اس کا حکم ہر روز پانچ دفعہ ادا کرنے کا ہے۔ اس لئے جب تک پوری پوری نماز نہ ہوگی تو وہ برکات بھی نہ ہوں گی جو اس سے حاصل ہوتی ہیں اور نہ اس بیعت کا کچھ فائدہ حاصل ہوگا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 627)

اب آخر میں پانچویں رجل فارس سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک اقتباس پر اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔ حضورِ پُرنور فرماتے ہیں:

"نمازوں کے حوالے سے میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ خلافت کے ساتھ عبادت کا گہرا تعلق ہے اور عبادت کیا ہے؟ نماز ہی ہے۔ جہاں مومنوں سے دلوں کی تسکین اور خلافت کا وعدہ ہے وہاں ساتھ ہی اگلی آیت میں اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا بھی حکم ہے۔ پس تمکنت حاصل کرنے اور خلافت سے فیض پانے کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ نماز قائم کرو کیونکہ عبادت اور نماز ہی ہے جو خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوگی ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس انعام کے بعد اگر تم شکرگزار بنتے ہوئے میری عبادت کی طرف توجہ نہیں دو گے تو نافرمانوں میں سے ہو گے پھر شکرگزاری نہیں ناشکری ہو گی اور نافرمانوں کے لئے خلافت کا وعدہ نہیں ہے بلکہ مومنوں کے لئے ہے۔ پس یہ انتباہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اپنی نمازوں کی طرف توجہ نہیں دیتا کہ نظام خلافت کے فیض تم تک نہیں پہنچیں گے۔ اگر نظام خلافت سے فیض پانا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرو کہ یَعْبُدُوْنَنِیْ یعنی میری عبادت کرو اس پر عمل کرنا ہوگا پس ہر احمدی کو یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بیٹھا لینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا جو خلافت کی صورت میں جاری ہے فائدہ تب اٹھا سکیں گے جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہونگے.... فرمایا: دنیا کی ہر مملکت میں جہاں جہاں احمدی آباد ہیں نماز کے قیام کی خاص طور پر کوشش کریں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ افراد جماعت اور خلیفہ وقت کا دوطرفہ تعلق اس وقت مضبوط ہوگا جب عبادتوں کی طرف توجہ رہے گی اللہ تعالیٰ ہر ایک کو پاک نمونہ پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین"

خوشبو خوشبو یادیں

مکرم مامون الرشید ڈوگر صاحب صدر مجلس انصار اللہ سویڈن

(آخری قسط)

1989ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ قادیان دارالامان کے تاریخی سفر پر روانہ ہونے والے تھے۔ خاکسار اور مکرم نثار یوسف صاحب نے حضور انورؒ کی خدمتِ اقدس میں اپنے خرچ پر قافلے میں شامل ہونے کی درخواست کی جسے حضور انورؒ نے ازراہِ شفقت منظور فرمایا۔ اس طرح اس تاریخی سفر میں حضور انورؒ کے ساتھ سفر کی رفاقت کا انمول موقع نصیب ہوا۔ الحمدللہ۔ دورانِ پرواز جہاز کے کیپٹن نے اعلان کیا کہ ہم خوش قسمت ہیں کہ آج ہماری اس فلائیٹ میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ ہمارے ساتھ سفر کر رہے ہیں اور برکت بخش رہے ہیں۔ اس کے بعد کیپٹن نے اپنی اور اپنے عملہ کی طرف سے حضور انورؒ کی خدمت اقدس میں پھول اور کیک کا تحفہ پیش کیا۔

دہلی سے امرتسر کا سفر حضور انورؒ نے بذریعہ ریل کیا۔ حضرت بیگم صاحبہؒ طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے ریل کا سفر نہ کر سکتی تھیں اور آپؒ کو دہلی چھوڑنا پڑا کہ بعد میں طبیعت میں کچھ افاقہ ہونے پر آرام سے کار پر قادیان تشریف لائیں۔ حضور انورؒ نے اس پریشانی کے باوجود کہ پردیس میں حضرت بیگم صاحبہ کو ناسازئ طبع کی وجہ سے پیچھے چھوڑنا پڑا سارے افراد قافلہ کا ایک شفیق باپ کی طرح خیال رکھا۔ ریل کے اس ڈبہ کے واش روم سے وقفہ وقفہ کے بعد شدید بدبُو آتی تھی۔ خاکسار نے یہ سوچ کر کہ حضور انورؒ کو اس وجہ سے تکلیف ہو رہی ہوگی اپنی پرفیوم نکال کر واش روم میں سپرے کر دی۔ اس پر حضور انورؒ نے فرمایا کہ یہ بُو پھر بھی نہیں جائے گی۔ پھر فرمایا کہ میرا بریف کیس پکڑاؤ اور اس میں سے ایک اگربتی نکال کر دی کہ اسے لگاؤ اور ایسا کرنے سے بدبُو بڑی حد تک کم ہو گئی۔

ریل کے ڈرائیور کو منارۃ المسیح کے نظر آنے پر ریل کھڑی کر دینے کا حکم تھا۔ جونہی ریل رکی حضور انورؒ ڈبے کے دروازہ پر تشریف لائے اور پھر ایک لمبی پُرسوز دُعا کروائی۔ اس روح پرور نظارے کی لذّت اور سرُور ابھی تک محسوس ہوتا ہے۔

اس قافلہ میں خاکسار کے دو کزن بھائیوں مکرم حفیظ احمد صاحب صدر جماعت روٹرڈم ہالینڈ اور مکرم مبشر احمد ڈوگر صاحب آف یو۔کے کو بھی شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی اور ہمیں حضور انورؒ کے حفاظتِ خاص کے کارکن ہونے کا بھی موقعہ نصیب ہوا۔ الحمدللہ رب العالمین

دہلی میں قیام کے دوران ایک واقعہ جس نے میری طبیعت پر خاص اثر کیا لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ مسجد میں ایک نماز کے دوران خاکسار کو حضرت مرزا منصور احمد صاحبؒ کے ساتھ پچھلی صف میں نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ نماز کے بعد حضور انورؒ نے احباب جماعت کی طرف رخِ مبارک فرمایا اور جونہی آپؒ کی نظر حضرت میاں صاحبؒ پر پڑی آپؒ نے فرمایا بھائی جان۔ ان الفاظ کا سُننا تھا کہ حضرت میاں صاحبؒ نے فوری طور پر اُٹھ کھڑے ہونے کی کوشش فرمائی اور ساتھ ہی نہایت ادب اور تکریم کے ساتھ فرمایا جی حضور اور لڑکھڑا گئے۔ خاکسار نے جو کہ ساتھ بیٹھا تھا فوری طور پر سہارا دیا اور حضرت میاں صاحبؒ بڑی مشکل اور تکلیف سے مگر اس طرح کھڑے ہو گئے جیسے حضرت خلیفۃ المسیح کی موجودگی نے آپؒ کے بدن میں ایک نئی طاقت بھر دی ہو۔ عام حالات میں گھٹنوں کی شدید تکلیف کے باعث حضرت میاں صاحبؒ کُرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرتے تھے مگر حضور انورؒ کے پیچھے آپؒ نے کرسی پر بیٹھنا پسند نہ فرمایا اور نیچے بیٹھ کر نماز

ادا کی۔ آپؒ کے اس طرح تکلیف سے کھڑا ہونے پر حضور انورؒ نے فرمایا کہ بھائی جان آپ نے کھڑا ہونے کی کیوں تکلیف کی اور حضرت میاں صاحبؒ کے لئے کرسی لانے کا ارشاد فرمایا۔ چونکہ حضور انورؒ جائے نماز پر تشریف فرما تھے اس لئے حضرت میاں صاحبؒ نے بھی باوجود سخت تکلیف کے کرسی پر بیٹھنا پسند نہ فرمایا اور سخت تکلیف کے ساتھ دوبارہ نیچے بیٹھ گئے۔ آپؒ اگرچہ حضور انورؒ کے بڑے بھائی تھے مگر اطاعتِ خلافت اور احترام خلافت کا یہ عجیب نظارہ جہاں آپؒ کے اعلیٰ و منفرد مقام کی عکاسی کرتا ہے وہاں ہمارے لئے مشعلِ راہ کی بھی حیثیت رکھتا ہے۔ آپؒ کی وفات پر آپؒ کے اس بلند مقام اور اعلیٰ اوصاف اور خلافت سے محبت، وفا، اطاعت اور احترام کا ذکرِ خیر حضور انورؒ نے اپنے خطبہ جمعہ میں نہایت رقت قلب کے ساتھ فرمایا۔

1994ء میں حضور اقدسؒ کا سویڈن کا دورہ تھا اور اس دورہ سے چند دن بیشتر خاکسار نے ایک بڑے شاپنگ مال میں ایک ریڈی میڈ کپڑوں کی دوکان کھولی اور میرے ساتھ ایک احمدی بھائی مکرم شیخ طاہر احمد صاحب مرحوم نے ایک کیفے ٹیریا کھولا۔ خاکسار نے خدمت اقدس میں دُعا کی درخواست کے ساتھ بغیر سوچ سمجھے کہ حضور انورؒ کتنے مصروف الاوقات ہیں یہ بھی درخواست کر دی کہ حضور انورؒ ازراہِ شفقت بنفسِ نفیس تشریف لا کر دُعا فرمائیں اور برکت بخشیں۔ درخواست بھجوانے کے بعد سخت شرمندگی بھی شروع ہوگئی کہ یہ کیا سہو ہوگیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد مکرم و محترم سیّد کمال یوسف صاحب کا فون آگیا کہ آدھے گھنٹے کے بعد حضور انورؒ آپ کی دوکان پر آرہے ہیں۔ یہ سنتے ہی ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ جلدی سے دو دوستوں کو بلایا اور ان کے ہاتھوں میں رِبن پکڑا کر دروازے کے دونوں اطراف کھڑا کر دیا اور خود ایک پلیٹ میں قینچی رکھ کر کھڑا ہوگیا۔ کام کرنے والا عملہ بدستور دوکان کے اندر کام کر رہا تھا۔ حضور انورؒ یہ نظارہ دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا کہ لوگ اندر ہیں اور میں باہر سے رِبن کاٹ رہا ہوں۔ دلجوئی فرماتے ہوئے ربن کاٹا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ یہ تو محض ایک رسم ہے میں تو دُعا کے لئے آیا ہوں۔ پھر دُعا کروائی اور دلداری فرماتے ہوئے ساری دوکان گھوم کر دیکھی۔ مکرم شیخ طاہر احمد صاحب مرحوم نے خدمتِ اقدس میں چائے پیش کی۔ میرے پیارے آقا نے اپنی عظیم مصروفیات کے باوجود اپنے اس عاجز خادم پر انتہائی شفقت کا سلوک فرمایا۔ پھر خدا تعالیٰ نے حضور انورؒ کی دعا کو قبولیت بخشتے ہوئے میرے کام میں بہت برکت اور وسعت عطا کی۔ الحمدللہ

یہ سب ذرہ نوازیاں تھیں اور آپؒ کے احسانات وگرنہ میں حقیر اور پُر معصیت انسان ان نوازشات کا کسی طرح بھی مستحق نہ ہوسکتا تھا۔ آپؒ کا برگزیدہ وجود تو خدائے رحیم و کریم کے رنگ میں رنگین ہر کس و ناکس پر مہربان تھا۔ خدائے تعالےٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں اُس بابرکت وجود پر ہوتی چلی جائیں۔ آمین ثم آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کی خوف کی حالت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے عین مطابق امن میں بدل کر قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر کا روشن چاند جماعت کو عطا فرمایا اور تمکنتِ دین عطا کی۔ اور آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا عہد مبارک ہمارے رب کریم و جلیل کے آسمانی نشانوں سے لبریز ہے اور دنیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ کس شان سے پورا ہوتا دیکھ رہی ہے۔

خاکسار کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ خلافت سے پہلے کوئی تعارف نہ تھا بس ایک ملاقات یاد ہے۔ جب آپ ناظرِ اعلیٰ تھے تو میں ربوہ گیا۔ یہ غالباً 1998/99 کا سال تھا۔ حضرت میاں منصور احمد صاحبؒ کے ساتھ عقیدت و محبت کی وجہ سے دل میں خیال آیا کہ حضرت میاں مسرور احمد صاحب سے بھی ملاقات کرتا جاؤں۔ جا کر دفتر میں بیٹھ گیا۔ چِٹ اندر بھجوا دی گئی۔ باری آنے پر

اندر گیا۔ آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو اور کیا کام ہے۔ عرض کیا کہ سویڈن سے آیا ہوں اور صرف ملاقات غرض ہے ۔ آپ نے تعارف پوچھا اور ساتھ ساتھ دفتری فائلیں بھی ملاحظہ فرماتے رہے۔ چند منٹ بیٹھ کر اجازت طلب کی اور باہر آ گیا۔ یہ میری پہلی ملاقات تھی۔

دوسری ملاقات انتخابِ خلافت والے دن صبح ناشتے کے وقت کے بعد اُس گیسٹ ہاؤس میں جس میں حضور کا قیام تھا ہوئی۔ خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات پر اظہارِ افسوس کے لئے حاضر ہوا تھا۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا رعب عطا ہو رہا تھا کہ خاکسار کی نگاہ آپ کے چہرہ مبارک کی طرف نہ اُٹھ سکی۔

اُسی روز پھر خاکسار اور میرے بھائی مکرم امین الرشید صاحب کو نمازِ ظہر و عصر آپ کے ساتھ دائیں اور بائیں کھڑے ہو کر ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اس کے علاوہ چند یادیں ہیں جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ سویڈن ستمبر 2005 سے متعلق ہیں۔ اس میں خاکسار نے بطور افسر جلسہ سالانہ وانچارج دورہ حضور انور خدمات سرانجام دیں۔ خاکسار نے اور میری تمام ٹیم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لطف و احسانات اور دلداری کے ان گنت فیوض پائے۔ باوجود اس کے کہ ناتجربہ کاری کی وجہ سے بعض اوقات ہم خطا کھا جاتے تھے مگر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نہایت عفو اور ستاری کا سلوک فرمایا۔ ہم سب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اخلاقِ عالیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاقِ عالیہ کا عکس پایا۔ اور اسی طرح اس دورہ میں تمام افرادِ جماعت نے حضرت امیر المومنین کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے بے شمار نظارے بھی دیکھے جو ازدیادِ ایمان کا باعث بنے۔

مسجد کے احاطہ میں ایک ریسیپشن (reception) کا اہتمام کیا گیا اور یہ جماعت سویڈن کی تاریخ میں پہلی بار ہوا کہ اس میں ایک وفاقی وزیر برائے تعلیم و مذہبی امور، 21 ممبرانِ پارلیمنٹ سویڈن، تین پروفیسر و گیارہ نمایاں ڈاکٹر صاحبان، ریجنل پولیس چیف، نائب میئر یوتھے بوری، حکومتی پارٹی کا جنرل سیکرٹری نیز مختلف سماجی طبقہ جات سے تعلق رکھنے والے سرکردہ معززین نے اس عشائیہ میں شرکت کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قوت قدسیہ اور خطاب کا ان سب پر ایک گہرا اثر ہوا اور ایک خاص نظارہ اس وقت دیکھنے میں آیا جب مہمانوں میں شامل روٹری کلب کے سرکردہ ممبران نے تقریب کے اختتام پر حضور انور سے شرفِ مصافحہ حاصل کرنے کی درخواست کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نہ صرف درخواست کو ازراہِ شفقت قبول فرمایا بلکہ آنے والے مہمانوں کے درمیان خود تشریف لے گئے اور ایک ایک کو شرفِ مصافحہ بخشا اور چند باتیں بھی کیں۔ اس موقعہ پر مہمانوں کی حالت دیدنی تھی کئی ایک مہمانوں کی آنکھیں شدتِ جذبات سے پُرنم تھیں۔ یہ واقعہ اُن لوگوں کی زندگی کا ایک تاریخی واقعہ تھا جس کا انہوں نے برملا اظہار بھی کیا کہ ہم تو تصور بھی نہیں کر سکتے کہ اتنا بڑا اور عظیم انسان ہمارے پاس آ کر ہمیں اس طرح پیار بخشے گا۔ بلکہ ایک ڈاکٹر پروفیسر صاحب نے تو اگلے دن اپنے ہسپتال میں دوسرے ڈاکٹر صاحبان کو بڑے فخر سے بتایا اور کہا کہ میرے ساتھ ہاتھ ملاؤ کیونکہ یہ ہاتھ کل ایک خلیفہ سے برکت لے کر آیا ہے۔

اسی طرح یوتھے بوری کے تینوں بڑے اخباروں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد کی نمایاں خبریں شائع کیں۔ سب سے بڑے اخبار یوتھے بوری پوسٹن (Göteborg Posten) نے آمد کی خبر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک بہت بڑی تصویر کے ساتھ شائع کی۔ سویڈن کے دونوں نیشنل ٹی وی چینلز نے اپنی مقامی خبروں میں حضور کی آمد اور جماعت کا تعارف پیش کیا اور دو دن کے بعد مسجد ناصر یوتھے بوری کے متعلق ایک ڈاکومنٹری پروگرام بھی پیش کیا۔ سیکنڈے نیوین جلسہ سالانہ کی جھلکیاں بھی دکھائی گئیں۔ یہ سب اس مہربان اور کامل قدرتوں والے خدائے تعالیٰ کا کرم تھا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قوت قدسیہ کا

نتیجہ تھا جس کی بدولت، نہ کہ ہماری کسی کوشش کے نتیجہ میں، اہالیانِ سویڈن کو خلیفہ وقت کی بابرکت آمد کی اطلاع و چاند چہرہ کا دیدار کروانے کا سامان بہم فرما دیا۔ الحمدللہ

یہاں ایک اور واقعہ کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ خاکسار کھیر کا ایک ڈونگہ لے کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ کارکنان کے لئے تبرک فرما دیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت ایک چمچ ڈونگہ سے لے لیا۔ تبرّک تو ہو چکا تھا مگر پتہ نہیں کیسے اس عاجز سے یہ حرکت سرزد ہوگئی کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استعمال شدہ چمچ اُٹھایا اور اُسے پورے ڈونگہ میں اچھی طرح پھیرا دیا۔ یہ دیکھ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہنس دیئے اور پاس بلایا اور فرمایا کہ ادھر آؤ ایک بات بتاؤں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی صحابی نے ایک قمیص کا تبرک مانگا۔ اس دوران دھوبی سے حضورؑ کے دُھلے ہوئے کپڑے آگئے۔ آپؑ نے ایک قمیص انہیں مرحمت فرمائی مگر صحابی نے عرض کیا کہ حضور مجھے آپکی استعمال شدہ اتری ہوئی قمیص چاہیئے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ تبرک ہی کیا جو دھوبی کے دھونے سے دُھل جائے۔ یہ سُن کر اپنی نادانی پر سخت شرمندگی بھی ہوئی مگر ساتھ ہی ایسی اصلاح بھی ہوگئی کہ جس میں دل آزاری کا شائبہ بھی نہ تھا۔ اللہ! اللہ! کیا ہی احسن رنگ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بڑے پیار سے نہ صرف بات سمجھا دی بلکہ دلداری بھی ساتھ ہی فرما دی۔

اس دورہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک عظیم اور ناقابلِ فراموش احسان ہمارے خاندان پر فرمایا۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام الاحمدیہ کی مجلس عاملہ کے ساتھ اجلاس میں موصیان کا جائزہ لیتے ہوئے میرے چھوٹے بھائی مکرم ہارون الرشید صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے استفسار فرمایا کہ کیا آپ نے وصیت کی ہوئی ہے اور جواب نفی کی صورت میں ملنے پر تاکید فرمائی کہ وصیت کرو اور ساتھ ہی بے تکلّفی سے فرمایا کہ ڈوگروں کو تو میں نے نہیں چھوڑنا۔ جونہی یہ پیغام ملا ہمارے پیارے ابا جان نے ہم سب بھائیوں کو اکٹھا کر کے لبّیک یا سیّدی لبّیک یا امیر المومنین کہتے ہوئے اور دُعا کی درخواست کے ساتھ نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی درخواست کا خط لکھوایا۔ اس طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی توجہ کے طفیل ہمارے خاندان کے دس افراد نے اس بابرکت نظام میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ یہ محض اُس محسن خدا کا ہم پر فضلِ خاص ہے جس کی بدولت یہ نعمتِ عظمیٰ ہمیں ملی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نظام کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے جو دُعائیں ہیں اُن کا بھی وارث بنائے۔ آمین

آج بھی جب ہم گھر والے بیٹھتے ہیں تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس احسان عظیم کا ذکر کرتے ہوئے بے اختیار دل سے یہ دُعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں آپکے بابرکت وجود پر ہوں اور اپنی خاص الخاص تائید و نصرت سے آپکے بابرکت دَور کو اسلام کی بے شمار عالیشان فتوحات سے نوازے اور توحید دنیا کے ہر کنارے میں پھیل جائے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ہمیں خلیفہ وقت کی اس رنگ میں اطاعت اور وفا کی توفیق عطا فرمائے جیسا کہ خدا اور اُس کا پاک رسول ﷺ ہم سے چاہتے ہیں۔ آمین ثم آمین

مجلس انصار اللہ سویڈن کی سرگرمیاں

(ایک مختصر رپورٹ)

(مکرم سجاد احمد صاحب قائد عمومی)

ماہ جون تا نومبر 2008ء:

مجلس عاملہ انصار اللہ کا ماہانہ اجلاس ہر ماہ کی دوسری اتوار بعد نماز ظہر مسجد ناصر میں منعقد کیا جاتا ہے۔ مؤرخہ 15 جون 2008ء ماہانہ اجلاس میں اراکین مجلس عاملہ کی حاضری 7/14 رہی جو کہ تقریباً 50% بنتی ہے۔

شعبہ تعلیم:

نیشنل مجلس انصار اللہ سویڈن کیلئے سال 2009ء کا نصاب تیار کر کے پیش کیا۔ یہ نصاب 2009ء تمام ذیلی تنظیموں کو بھجوا دیا گیا ہے۔ مورخہ 10 اگست 2008ء کو مجلس انصار اللہ کیلئے مسجد ناصر میں یک روزہ کمپیوٹر کلاس کا انتظام کیا گیا جسمیں انصار کے لئے اردو پروگرام ان پیج کا تعارف شامل کیا گیا تا کہ زیادہ سے زیادہ ناصر اس کمپیوٹر پروگرام کی مدد سے اردو لکھنے کی اہلیت حاصل کر کے جماعتی کتب و رسائل میں لکھنے کے قابل ہو سکیں۔ اس روز حاضری اگرچہ تسلی بخش نہ رہی مگر اس کلاس کے انعقاد کے بعد ناصر بھائیوں میں سے کئی نے یہ پروگرام سیکھنا شروع کر دیا۔ خلافت جوبلی کے پروگراموں کے تحت تینوں مجالس کو مقررہ کتب برائے نصاب بھجوائی گئیں اور اسی طرح انکے امتحانات لئے جا رہے ہیں۔

شعبہ اشاعت:

مجلس انصار اللہ کے سہ ماہی رسالہ الھدیٰ کا جوبلی نمبر تیار کیا گیا۔ اسی طرح الھدیٰ کا سہ ماہی نمبر ماہ اگست تا نومبر 2008ء بھی شائع کر کے تمام مجالس میں تقسیم کیا گیا۔ کتاب چالیس جواہر پارے کے سویڈش ترجمہ کی پڑتال کا کام اختتام پذیر ہو گیا ہے اور یہ کتاب اب اپنے اختتامی مراحل سے گزر رہی ہے۔

شعبہ تربیت:

رپورٹ بابت ماہ ستمبر و اکتوبر 2008ء پیش کی جسکے مطابق ان مہینوں کے دوران ذیلی مجالس کو ایک ”جائزہ رپورٹ فارم“ تیار کر کے ارسال کیا گیا۔ اس کا مقصد انصار بھائیوں کا تربیتی جائزہ لینا ہے۔ یوتھے بوری اور مالمو میں ہفتہ وار تربیتی کلاس جاری ہے جس میں قرآن کریم ناظرہ قرأت کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔

شعبہ تبلیغ:

تبلیغی رپورٹ بابت ماہ اکتوبر تا دسمبر 2008ء پیش کی جس کے مطابق ماہ اکتوبر 2008ء میں جماعتی تبلیغی سٹال واقع kviberg مارکیٹ یوتھے بوری میں سٹال پر مبلغ 3375 کراؤن کی جماعتی کتب فروخت کی گئیں۔ مورخہ 25 اکتوبر 2008ء کو یوم تبلیغ منعقد کیا گیا۔ اس مساعی کے تحت مقامی پانچ لائبریروں کو تبلیغی نمائش لگانے کی غرض سے خطوط تحریر کئے گئے۔ نیز جماعتی تعارفی و تبلیغی پمفلٹ یوتھے بوری کے مضافات میں واقع بستیاں جن میں kungsbacka، kungälv، Älvängen شامل

ہیں میں جا کر عوام الناس میں تقسیم کئے گئے۔اس مساعی میں قائد تبلیغ کی قیادت میں 10 انصار نے حصہ لیا۔زعماء صاحبان سٹاک ہالم اور مالمو سے فون پر اسی طرز پر یوم ِتبلیغ کے پروگرام بنانے کے لئے درخواست کی گئی۔اسی طرح Nödinge نامی بستی کی لائبریری میں مجلس انصار اللہ کے تحت نمائش لگائی اور اس موقع پر مقامی اخبار نے مکرمی مربی صاحب کا انٹرویو لیا۔اس لائبریری کو سویڈش قرآن کا تحفہ دیا گیا۔وہاں کی انتظامیہ کے ایک فرد نے اظہار کیا کہ ''ایسی خوبصورت نمائش اس سے قبل کسی نے نہ لگائی تھی'' الحمد اللہ۔تبلیغی سٹال واقع kviberg میں نومبر کے دوران 2405 کراؤن کی جماعتی کتب فروخت کی گئیں۔

شعبہ تعلیم القرآن:

یوتھے بوری میں ہر ماہ کے دوسرے اور چوتھے اتوار کو تعلیم القرآن کلاس منعقد ہوتی ہے۔ان کلاسوں کے دوران قائد صاحب نے انصار بھائیوں میں قرآن کریم کی صحیح تلاوت کے اصول وقوائد تحریراً ہر ناصر کو مہیا کئے۔ ماہ نومبر سے ہر اتوار کو کلاس منعقد کی جاتی ہے۔اسی طرح مجالس مالمو اور سٹاک ہالم کے زعماء کرام کو تعلیم القرآن کلاسز منعقد کروانے کی ہدایت کی گئی۔

شعبہ مال وتجنید:

ہر ناصر کو ہر تیسرے مہینے انکے چندوں کی ادائیگی سے متعلق رپورٹ تیار کر کے بھیجی جاتی ہے۔ماہ ستمبر 2008ء کے دوران آئندہ تین ماہ کی رپورٹ بھجوائی جا چکی ہے۔ماہ جنوری سے ماہ جون تک کا آمد اور اخراجات کا حساب تیار کر کے آڈیٹر صاحب کو حسابات کی پڑتال کیلئے بھیجا گیا اور انکی ہدایات کی روشنی میں حساب کو بہتر بنایا گیا۔ہر چھ ماہ بعد بجٹ کے مطابق رقوم کا حصہ مرکز وحصہ ذیلی مجالس بھجوایا گیا۔

شعبہ ایثار:

بڑے احسن رنگ میں اپنی ذمہ داریاں سرانجام دے رہے ہیں۔

شعبہ صحت وجسمانی:

انصاراللہ یوتھے بوری میں باقاعدگی سے بیڈمنٹن کھیلتے ہیں۔

آڈٹ:

آڈیٹر نیشنل مجلس انصاراللہ نے گزشتہ چھ ماہ کے حسابات کی پڑتال کی اور قائد مال کو تفصیلی رپورٹ بھیجی تاکہ وہ حسابات کو مزید بہتر طور پر تیار کر سکیں۔

شعبہ عمومی:

صدر مجلس نیز نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ کے دیگر ممبران کے ساتھ ملکر مجلس انصاراللہ سویڈن کو مقامی محکمہ ٹیکس کے ہاں رجسٹر کروانے کی درخواست تیار کی اور مورخہ 6 نومبر 2008ء کو مجلس بنام انصاراللہ سویڈن رجسٹر ہوگئی الحمدللہ۔کمپیوٹر اردو پروگرام اِن پیج کے علاوہ انصار کے سامنے انٹرنیٹ کا تعارف بھی پیش کیا گیا نیز اس موضوع پر سوال وجواب کی شکل میں پرچہ تیار کر کے انصار میں تقسیم کیا گیا۔حضورانور کو اس کلاس کے لئے دعا کا خط تحریر کیا گیا اور حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جوابی ڈاک کے ذریعہ اپنی بھرپور خوشنودی کا اظہار فرمایا۔
ہر ماہ باقائدگی سے نیشنل مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد کروایا جاتا ہے

اور رپورٹ بذریعہ ای میل تمام زعماء صاحبان کو بھجوائی جاتی ہے۔اسی طرح مجلس عاملہ کے فیصلہ جات پر عمل درآمد کے لئے شعبہ عمومی قائدین و زعماء صاحبان سے مسلسل رابطہ رکھتا ہے۔

مالمو:

مکرم زعیم مجلس مالمو کی جانب سے موصولہ رپورٹ کے مطابق مالمو میں مجلس انصار اللہ کے متعدد اجلاسات منعقد کئے گئے۔ مورخہ 8اپریل2008ء کو زعیم صاحب کی صدارت میں مجلس عاملہ انصار اللہ کا اجلاس منعقد کروایا گیا۔اس میں زعیم صاحب نے ہدایات جاری کیں کہ ان تمام احباب سے فوری رابطہ کیا جائے جو مسجد بالکل نہیں آتے اور اگر آتے ہیں تو بہت کم۔ان احباب کی حاضری یقینی بنانے کیلئے گھر گھر جا کر تلقین کی گئی اور اس پر عمل درآمد کیا گیا۔علاوہ ازیں چندوں کی ادائیگی میں کمزور احباب کو بھی نصائح کی گئیں۔انصار بھائیوں کو ہدایت کی گئی کہ بحثیت والد اپنے بچوں پر نظر رکھیں اور انھیں رات گھر سے باہر رہنے کی ہرگز اجازت نہ دیں۔

مجلس کا مقامی نو مبائعین سے رابطہ کمزور ہے اور انکی مسجد حاضری نہ ہونے کے برابر ہے۔ ماہ اکتوبر کے دوران نصاب میں شامل تین کتب پر مبنی کلاسوں کا انتظام کیا گیا جسمیں بیس میں سے 10 افراد نے شرکت کی۔ ماہ نومبر میں تربیتی کلاس کا آغاز مربی سلسلہ آغا یحیٰی خان صاحب نے کیا۔اسکے بعد ہفتہ وار تربیتی کلاسوں کا باقاعدگی سے انعقاد کیا گیا۔ان کلاسوں میں ایک کتاب نبوت اور خلافت کے متعلق اہل پیغام اور جماعت احمدیہ کا موقف پڑھایا گیا۔اس کلاس میں بیس میں سے دس انصار نے شرکت کی۔

مورخہ یکم اکتوبر بروز ہفتہ عید ملن پارٹی کا اہتمام کیا گیا جسمیں انصار کو کھانا پیش کیا گیا۔اس موقع پر 17 انصار موجود تھے۔زعیم صاحب تربیت نے انصار کو نئی نسل کی تربیتی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ نیز نماز باجماعت کے اہتمام کو یقینی بنانے کی تلقین کی اور مسجد سے تعلق کو اپنی اور اپنی اولادوں کی خاطر مضبوط کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ نیز انصار بھائیوں کو خلافت جوبلی کے تحت مقررہ کتب کی تیاری کروائی جارہی ہے۔

زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ یوتھے بوری کی جانب سے موصولہ رپورٹ کے مطابق مجلس انصار اللہ کیلئے اجلاسات کی اطلاع کے نظام کو بہتر بنانے کیلئے مجلس کی ازسرنو حلقہ بندی کی گئی جس کی وجہ سے اب اجلاسات میں حاضری کی صورت حال پہلے سے بہتر ہوئی ہے۔اسی طرح زعیم اعلیٰ یوتھے بوری نے جماعتی تبلیغی سٹال واقع kviberg مارکیٹ کے لئے انصار اللہ کا ڈیوٹی چارٹ تیار کر کے سٹال کے انتظام کو بہتر شکل دی۔مورخہ 25اکتوبر 2008ء کو تبلیغی ڈے منانے کے انتظامات میں قائد تبلیغ کے ساتھ بھرپور تعاون کیا گیا۔انصار احباب کو ہدایت کی گئی کہ آئندہ جب بھی جماعتی تبلیغی پمفلٹ عوام لناس میں تقسیم کریں تو اس پر اپنا نجی ای میل پتہ ضرور تحریر کریں تا تبلیغی مساعی مزید مؤثر ہو خلافت جوبلی کے پروگراموں کے تحت رسالہ الوصیت سے متعلق تیار کردہ پرچہ سوالات کے درست جوابات مع صفحہ نمبر سے انصار کو آگاہ کیا گیا۔اس کلاس میں سوالات کے حصہ اول کو مکمل کروایا گیا جس میں حاضر انصار نے دلچسپی سے حصہ لیا۔اسی طرح حصہ دوم اور سوم کی تیاری کروا کر ماہ اکتوبر میں تحریری امتحان لیا گیا۔جبکہ دوسری دونوں کتب کی تیاری کروائی جارہی ہے۔

HLR کلاس

(Heart Lung Ressuscitation)

ڈاکٹر انس احمد رشید

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت و پُرشفقت دُعاؤں ، سیکھنے و سیکھانے والوں کے لئے، کے بعد مورخہ 8 فروری بروز اتوار مسجد ناصر میں انصار اللہ کے لئے ایک کلاس کا انعقاد کیا گیا۔ کلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مظفر احمد طارق صاحب نے کی۔ مکرم سجاد احمد صاحب نے اس موضوع سے متعلق تعارف کروایا اور مکرم انور احمد رشید صاحب قائم مقام صدر مجلس انصار اللہ نے حضورِ پُرنور کا دُعائیہ خط پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد خاکسار نے اس موضوع پر سلائیڈز کی مدد سے لیکچر دیا جس میں سامعین کو سوالات کرنے کی پوری آزادی تھی۔ اس کے بعد ایک ڈمی پر عملی مشقیں کروائی گئیں جو کہ مکرم ڈاکٹر شاہد احمد صاحب کے زیرِ نگرانی کروائی گئی۔ اس کلاس میں مکرم امیر صاحب اور مکرم مربی صاحب کے علاوہ تیس سے کچھ کم انصار بھائیوں نیز چند ایک خدام نے بھی شرکت فرمائی۔ یہ کلاس تین گھنٹہ تک جاری رہی اور اس تمام عرصہ میں شرکا کی دلچسپی اپنے عروج پر رہی۔

سویڈن میں تقریباً پندرہ ہزار سالانہ کے حساب سے سویڈن میں لوگ دل کے حملے کے شکار ہوتے ہیں۔ ان میں سے 2/3 یعنی دس ہزار کو دل کا حملہ گھر پر، کام پر یا کھیلوں کے دوران ہوتا ہے۔ اچانک دل کا حملہ ہونے کی صورت میں دل (بحیثیت ایک پمپ) خون کو جسم کے تمام حصوں تک گردش دینا بند کر دیتا ہے۔ اگر اس (پمپ) یعنی دل کے خون کو پمپ کرنے کے نظام کو چند منٹوں کے اندر اندر فوری دوبارہ بحال نہ کیا جائے تو دماغ (جو کہ ہمارے جسم کا سب سے حساس عضو ہے اور آکسیجن کی فراہمی بند ہونے کے بعد زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ تک زندہ رہ سکتا ہے) کے nerve cells آکسیجن کی فراہمی بند ہونے کی صورت میں مر سکتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوسکتا ہے کہ دماغ مستقل طور پر ناکارہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایمبولینس یا ڈاکٹر کے آتے آتے دیر ہوسکتی ہے اس لئے یہ لازم ہو جاتا ہے کہ اس صورت حال سے دوچار مریض کو فوری HLR فرسٹ ایڈ کے طور پر فراہم کیا جائے نیز Hjärtstartare مشین کی مدد سے اسکی حرکت قلب کو دوبارہ بحال کیا جائے۔ اگر HLR کا مخصوص طریقہ بحالی حرکت قلب، حملے کے تین منٹ کے اندر اندر شروع کر دیا جائے تو ایسی صورت حال سے دوچار افراد میں سے 70 فیصد کی جان بچائی جا سکتی ہے۔ ان پہلے تین منٹوں کے گزرنے کے بعد ہر منٹ گزرنے پر بحالی زندگی کے 10 فیصد امکانات کم ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کے حرکت قلب بند ہونے کے دس منٹ گزر جانے کے بعد شاذ ہی کسی کی جان بچائی جاسکتی ہے۔

چونکہ دل کا حملہ اکثر ہسپتال سے باہر واقع ہوتا ہے اس وجہ سے یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے کہ عام آدمی کو بھی جس کا ہیلتھ کیئر سے کوئی تعلق نہیں اس طریقۂ کار پر عبور حاصل ہو۔ اسی وجہ سے سویڈن کی اکثر کمپنیاں اپنے ملازمین کو HLR سیکھاتی ہیں۔ نبض و دِل کی بحالی کا یہ طریقۂ کار اتنا آسان ہے کہ معمولی فہم رکھنے والا انسان بھی اس پر عبور حاصل کرسکتا ہے۔ اسی وجہ سے کافی عرصہ سے اس کی کو محسوس کرتے ہوئے اس قسم کی کلاس کو انعقاد کروانے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اسی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے انصار بھائیوں کی ایک کثیر تعداد نے اس میں شرکت فرمائی۔

دل کے حملہ کی صورت میں کئی دفعہ دل کے وہ حصے بھی متاثر ہو جاتے ہیں جن کا کام دل کی دھڑکن کو ریگولیٹ کرنا ہوتا ہے۔ اِن حصوں کے متاثر ہونے کی وجہ سے دل باقاعدگی سے خون پمپ کرنا بند کر دیتا ہے اور جسم کے vital organs جن میں دماغ ایک کلیدی حیثیت کا حامل ہے سب سے پہلے متاثر ہوتا ہے اور مریض اپنا ہوش کھو بیٹھتا ہے اور جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ کچھ دیر اسی حالت میں رہنے کی صورت میں دماغ کے کچھ حصے یا پورا دماغ مستقل طور پر متاثر ہو جاتا ہے اور پھر زندگی بچانا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس صورتِ حال میں ہر گذرنے والا سیکنڈ بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

اگر آپ کو کوئی بے ہوش گرا پڑا ہوا نظر آئے تو فوری طور پر اس کے پاس جا کر اُس کو ہلا جُلا کر اونچی آواز میں پوچھیں کہ وہ ٹھیک تو ہے۔ کوئی جواب نہ ملنے کی صورت میں اگر وہ پیٹ کے بل یا کسی کروٹ پڑا ہے تو سیدھا کر کے کمر کے بل لٹا دیں اور گردن پر اس کی نبض محسوس کرنے کی کوشش کریں۔

نبض محسوس کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنی چاروں انگلیاں گردن کے درمیان سے ایک طرف تھوڑے سے دباؤ کے ساتھ لے جائیں اور جہاں آپ کو ایک ہلکی گہرائی کا احساس ہوتا ہے وہاں نبض محسوس کرنے کی کوشش کریں۔ اس دوران آپ مریض کے منہ اور ناک کے قریب اپنا کان لے جائیں اور نگاہیں مریض کے سینہ کی طرف رکھیں۔ اگر نبض محسوس نہیں ہو رہی مگر مریض سانس لے رہا ہے تو اس صورت میں دل کی دھڑکن جاری ہے اور ایسے مریض کو HLR کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ نہ تو نبض محسوس کریں اور نہ ہی کوئی ایسے آثار محسوس ہوں کہ مریض سانس لے رہا ہے تو جان لیں کہ آپ کے سامنے ایک حرکتِ قلب بند ہونے کا مریض پڑا ہے اور آپ نے فوری طور پر HLR شروع کرنی ہے۔ دل کی دھڑکن و تنفس کی تفتیش کرنے میں دس 10 سیکنڈ سے زیادہ نہ لگائیں کیونکہ ہر سیکنڈ قیمتی ہے۔ اگر آپ کی تشخیص غلط بھی ہے اور دل کی دھڑکن موجود ہے تو اس صورت میں جب آپ سینے کو دبانے کا عمل دہرائیں گے تو مریض اس پر بحرحال ریئکٹ کرے گا اور کم از کم ہلکا سا کسمسائے گا اس صورت میں سینے کو دبانے کا عمل بند کر دیں۔

اس پہلے مرحلے کے بعد جبکہ آپ نے یہ تشخیص کر لیا کہ مریض حرکتِ قلب بند ہونے کا شکار ہے تو اس کے بعد فوری طور پر ایمرجنسی نمبر ڈائل کریں۔ اگر کوئی اور شخص قریب موجود ہے تو اسے فوری طور پر مدد کے لئے بلائیں اور فون کرنے کا کہیں۔ فون پر فوری پر بتائیں کہ آپ کس جگہ پر ہیں۔ اس کے فوراً بعد آپ اپنا ایک ہاتھ مریض کے ماتھے پر اور دوسرا ہاتھ تھوڑی کے نیچے رکھ پر پیچھے کی طرف اٹھائیں۔ اس عمل سے مریض کے سانس کی نالی کی رکاوٹ جو زبان کے پیچھے کی طرف گرنے کی وجہ سے ہو جاتی ہے ختم ہو جائے گی اور پھر منہ سے منہ لگا کر دو سانسیں مریض کے پھیپھڑوں میں داخل کریں۔ اس دوران مریض کا ناک اپنے ایک ہاتھ سے بند کر دیں ورنہ ہوا پھیپھڑوں میں جانے کی بجائے ناک کے رستہ خارج ہو جائے گی جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ سانس دیتے وقت مریض کے سینہ کی طرف نگاہ رکھیں اور سینہ کی حرکت سے اندازہ ہو جائے گا کہ سانس صحیح طرح دی گئی کہ نہیں۔

اس کے بعد مریض کے ایک طرف قریب ہو کر گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر پہلے اپنا ایک ہاتھ سینہ کے درمیان (نپلز کی اونچائی) پر رکھیں اور پھر اپنا دوسرا ہاتھ پہلے ہاتھ پر رکھ کر انگلیوں سے لاک کر لیں اور اسی طرح تھوڑا سا آگے جھک جائیں تا کہ آپ کے کندھے مریض کے سینہ کے درمیان آ جائیں اور اپنی بازوؤں کو سیدھا رکھیں۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں آپ بہت جلد تھک جائیں گے جو کہ کسی بھی ایسی صورتِ حال میں بالکل

مفید نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ سینے کو دبانے کا عمل شروع کر دیں اور دبانے کے دوران اپنی ہتھیلیاں استعمال کریں۔ سینے کو دبانے کے لئے اپنے جسم کا وزن استعمال میں لائیں نہ کہ صرف بازوؤں کو۔ سینے کو 4-5 سینٹی میٹر یا ڈیڑھ سے دو انچ دبائیں اور چھوڑ دیں۔

سینے کو دبانے کو یہ عمل (Heart compression) مسلسل تیس مرتبہ کریں اور اس عمل کی رفتار سو فی منٹ کے حساب سے ہونی چاہئے۔ اس کے بعد دو مرتبہ سانس دیں اور ایک بار پھر تیس مرتبہ سینہ دبانے کا عمل کریں۔ یہ عمل تیس اور دو کی ترتیب سے اس وقت تک جاری رکھیں جب تک کہ ایمبولنس نہیں آ جاتی۔

اگر اس عمل کے طویل ہونے پر آپ تھک جائیں اور کوئی دوسرا شخص قریب نہ ہو تو بہتر ہے کہ کچھ دیر آرام کر لیں۔ اگر کوئی دوسرا قریب ہے تو اُسے بھی اپنے ساتھ ملا لیں۔ دو ہونے کی صورت میں ایک سینہ دبانے کا عمل کرے اور دوسرا سانس دے اور آپس میں اپنی جگہ تبدیل کرتے رہیں۔

اس طریقہ کار سے آپ ایک مصنوعی طریق پر دل کو پمپ کر رہے ہوتے ہیں تا کہ جسم کے اہم حصوں خاص طور پر دماغ کو خون کی ترسیل جاری رہے۔

قدرتی دل کی دھڑکن کو بحال کرنے کے لئے defibrillator کا استعمال کیا جاتا ہے جس میں بجلی کا جھٹکا دیا جاتا ہے جو کہ دل کی دھڑکن کو ازسرِ نو شروع کرنے میں مدد ثابت ہوتا ہے۔ قدرتی دل کی دھڑکن تو اس HLR کے عمل کی وجہ سے شاذ ہی واپس آتی ہے مگر چونکہ اس دوران خون کی ترسیل کسی حد تک جاری رہتی ہے اور دل کی دھڑکن واپس آنے پر اس بات کے امکان پر کہ مریض کسی بڑے نقصان کے بغیر زندگی کی طرف واپس آ جائے اس طریقہ کار کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ بر وقت ملنے پر یہی سادہ عمل زندگی بچانے میں مرکزی حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔

نوٹ: اوپر دیا گیا طریقہ کار بچوں کے لئے نہیں ہے۔ بچوں کی صورت میں اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ گردن ایک دم زیادہ نہ لٹک جائے نیز سانس دیتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ اپنی پوری سانس نہیں دینی بلکہ صرف تھوڑا سا سانس دیں۔ سینہ دبانے کے لئے ہرگز اپنا پورا وزن نہ ڈالیں بلکہ سینہ دبانے کے لئے صرف اپنی انگلیوں کے پور استعمال کریں اور سینہ دو سے تین سینٹی میٹر دبائیں۔ باقی عمل کا طریقہ کار وہی ہے یعنی تیس مرتبہ سینہ دبانا اور دو مرتبہ سانس دینا۔

اگر غور کیا جائے تو یہ طریقہ کار انتہائی آسان ہے اور صرف تین ہی بنیادی اجزا ہیں۔

مریض کے متعلق جانچ کرنا کہ آیا دل کی دھڑکن اور تنفس جاری ہے کہ نہیں۔

ایمرجنسی سینٹر (سویڈن میں 112) میں فون کر کے مدد طلب کرنا۔

سینہ دبانے کا عمل: تیس مرتبہ سو فی منٹ کے حساب سے۔ نیز دو مرتبہ سانس دینا۔ یہ عمل تیس اور دو کے حساب سے پھر اُس وقت تک جاری رکھنا جب تک کہ ایمبولنس نہ آ جائے۔ تربیت یافتہ افراد کے آنے کی صورت میں یہ کام اُن کے سپرد کر دیں۔

ایک چوتھا جُزو بھی اس صورت میں شامل کیا جا سکتا ہے اگر آپ کو defibrillator میسر ہے تو اس کو اپنے استعمال میں لائیں۔

آج کل آٹومیٹک defibrillator بھی میسر ہیں جنہیں ہر کوئی معمولی تربیت کے بعد استعمال کر سکتا ہے۔ یہ بھی یورپ اور امریکہ میں اکثر پبلک ایریا میں میسر ہوتے ہیں۔ افسوس کے یہ خاصے مہنگے داموں دستیاب ہوتے ہیں اس لئے ہر جگہ میسر نہیں ہوتے۔ بہر حال ایک اچھے فرسٹ ایڈ باکس کا یہ جزو لا ینفک ہے۔

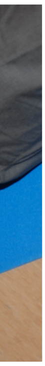
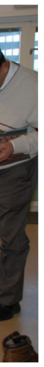
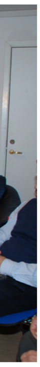

HLR Klass

ISLAMS AHMADIYYAH BIBLIOTEK

ISLAMS AHMADIYYAH BIBLIOTEK

AHMADIYYAH BIBLIOTEK